سچّا دین

(بچوں کے لیے دینی تعلیم کا جامع سیٹ)

حصہ سوم

محمد یوسف اصلاحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ نظرثانی شدہ ایڈیشن کے بارے میں

(سچا دین حصۂ سوم)

''سچا دین'' مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کا جامع اور مقبولِ عام اسلامیات کا سیٹ ہے، جو کئی زبانوں میں شائع ہوچکا ہے۔ عرصے سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس میں طلبہ و طالبات کے لیے ضروری مشقوں کا اضافہ کیا جائے۔ آج کل درسی کتابوں میں ہر سبق کے بعد اچھی خاصی مشقیں فراہم کی جاتی ہیں تاکہ طلبہ و طالبات کے ذہن میں سبق کا مواد اچھی طرح راسخ ہوجائے۔

حسبِ ضرورت طلبہ و اساتذہ کی آسانی کے لیے مشکل الفاظ کے معانی بھی درج کردیے گئے ہیں۔ نظر ثانی کے دوران میں بعض الفاظ کے اِملا کی جدید اِملا کے اُصولوں کی روشنی میں اصلاح بھی کردی گئی ہے۔

نظر ثانی اور مشقوں کی تیاری کے عمل میں برادر مرزا نہال حبیب بیگ ندوی اور شعبہ کے رفقائے کار مولانا ابوالمجاہد زاہد ، برادر محمد شفیق عالم ندوی نے خصوصی تعاون کیا۔ برادر محمد علی اصلاحی صاحب کے مشورے بھی حاصل رہے۔

ان اصحاب کے علاوہ جن حضرات نے بھی کتاب کو اس مرحلے تک پہنچانے میں تعاون کیا، ہم اُن سب کے شکرگزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

نظر ثانی شدہ ایڈیشن کے بارے میں اساتذۂ کرام، سرپرست صاحبان اور اہل علم کے مشوروں اور گراں قدر آرا کا بطور خاص انتظار رہے گا۔

۲۰/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ
۹/ اپریل ۲۰۰۷ء

محمد اشفاق احمد
(نگراں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

مسلمان بچوں اور بچیوں کے لیے اسلامیات پر ایک ایسے جامع سیٹ کی ضرورت بہت دنوں سے محسوس ہورہی تھی، جس کی مدد سے ابتدائی درجات کے بچوں اور بچیوں کو قلیل مدت میں عقائد، عبادات، سیرت النبی، سیر انبیا وصلحا، اخلاق و عادات اور معاشرتی آداب وغیرہ سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی جاسکیں اور مضامین کا بار بڑھائے بغیر عام فہم، دل نشین اور بچکانے انداز میں دین کے تمام پہلوؤں کا سادہ مگر واضح تصور دلایا جاسکے تاکہ شروع ہی سے بچوں، بچیوں میں دین کی لگن اور اس کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوسکے۔

گزشتہ دس بارہ سال سے مروجہ درسیات کے ذریعے سے ایک ہی عقیدے اور دھرم کی تعلیم، نیز مشرکانہ عقائد اور غیر اسلامی تصورات کی ترویج و اشاعت نے اس ضرورت کا احساس اور شدید کردیا۔ یہ سیٹ دراصل اسی ضرورت کی تکمیل کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔

اس سیٹ کی خصوصیات

۱- زبان نہایت سادہ و سلیس اور طرز بیان عام فہم و دل نشیں ہے۔

۲- بچوں اور بچیوں کی نفسیات اور ان کی دلچسپیوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔

۳- ہر کتاب میں دین کا جامع اور ہمہ گیر تصور پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ہر پہلو سے متعلق ایک تدریج سے ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

۴- جامعیت کے باوجود اختصار سے کام لیا گیا ہے اور صرف ہلکی پھلکی معلومات بہم پہنچانے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۵- کوشش کی گئی ہے کہ اس سیٹ سے ہر مسلک کے طلبہ و طالبات یکساں طور پر استفادہ کرسکیں، اس مقصد کے پیش نظر مختلف فقہی مسالک کے علما کے مشورے اور نظر ثانی کے بعد اسے شائع کیا جارہا ہے۔

۶- جزوی اختلافات کو حتی الامکان نظر انداز کرکے بنیادی اور متفق علیہ باتیں پیش کی گئی ہیں تاکہ طلبہ و طالبات کے ذہن میں انتشار پیدا نہ ہو۔ استاد حسب ضرورت طلبہ کے مسلک کے مطابق رہ نمائی کردیں۔

۷- مشرکانہ عقائد اور غیر اسلامی تصورات جو مروجہ درسی کتب اور اسکولوں کی فضا کا لازمی جز بنتے جارہے ہیں۔ ان کے ضمن میں حقائق پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ بچوں اور بچیوں کا ذہن ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

اس سیٹ کو مفید تر بنانے کے لیے تمام مشورے شکریے کے ساتھ قبول کیے جائیں گے۔ خدا کرے ہماری یہ حقیر کوشش نئی نسل کے لیے مفید ثابت ہو۔ وماتوفیقی الاباللّٰہ۔

محمد یوسف اصلاحی

رامپور، یکم مئی ۱۹۶۱ء

اساتذہ کے لیے ہدایات

درس گاہ میں سنجیدہ دینی فضا بنانے کے لیے مندرجہ ذیل ذرائع سے کام لیا جائے:

(۱) مختلف مواقع کے اسلامی آداب سمجھا کر ان کی پابندی کرائی جائے۔

(۲) نماز اور مسجد کو تربیت کا ذریعہ بنایا جائے۔ سنجیدگی کا ماحول، اجتماعی روح، پاکیزگی اور خضوع وخشوع کی کیفیت پیدا کرنے میں ان سے بڑی مدد ملے گی۔

(۳) اجتماعی حاضری میں بلند آواز سے ایسی حمد ونعت کا اہتمام کیا جائے جن کی بحر مترنم الفاظ آسان اور اشعار قابلِ فہم ہوں۔ ایک ہی حمد یا نعت مسلسل نہ پڑھی جائے۔

(۴) اجتماعات و مذہبی تقریبات منانے کا اہتمام کیا جائے۔ ان کے ذریعے دینی معلومات میں اضافہ اور دین سے جذباتی لگاؤ پیدا کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

(۵) آیات و احادیث، زریں اقوال، دینی پوسٹرس وغیرہ سلیقے سے جگہ جگہ آویزاں ہوں جن کی زبان آسان و بلیغ، خط جلی اور خوب صورت، انداز دلکش اور جاذب نظر ہو۔

(۶) مذاکرات کی مجالس منعقد کی جائیں یا توسیعی تقاریر کا بندو بست کیا جائے۔

(۷) دینی کتب، اخبارات و رسائل کا بندو بست کیا جائے۔

(۸) دینی وتبلیغی جلسوں میں شرکت کے مواقع دیے جائیں۔

(۹) رفاہی کاموں اور خدمت خلق کے پروگرام بنائے جائیں اور ان پر عمل کرایا جائے۔

(۱۰) معروف کے قیام اور منکرات کے ازالے کے لیے ہفتے منوائے جائیں۔

ماخوذ، از، فن تعلیم وتربیت۔ افضل حسینؒ

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

کس نے سورج چاند بنائے — اور تاروں کے دیپ جلائے
کیسے کیسے باغ سجائے — رنگ برنگے پھول کِھلائے
کوئل کوکی، بھونرا گونجا — بلبل نے بھی گیت سنائے
کلیوں کے دامن بھرنے کو — اوس کے موتی بھی برسائے
کھیتوں کو ہریالی دے دی — پربت پر بادل لہرائے
دریا دریا موجیں اٹھیں — جنگل جنگل پیڑ اُگائے
انگوروں کی بیل چڑھائی — سبزے کے قالین بچھائے
تتلی کو رنگین بنا کر — اڑنے کے انداز سکھائے
انساں کو دانائی دے کر — کیسے کیسے بھید بتائے
میرے خدا نے سب کے خدا نے — یہ سارے اسباب بنائے
اُس کے ہی بس میں ہے سب کچھ — چاہے مارے چاہے جِلائے
راج محل کے تخت کے اوپر — اِس کو اُتارے اُس کو بٹھائے
اُس کی قسمت کا کیا کہنا — جو کوئی اس کا کہلائے

جگ کے داتا بھیک کرم کی
ہم بھی ہیں دامن پھیلائے

(ماہر القادری)

۲

اللہ تعالیٰ کا شُکر

اللہ تعالیٰ ہی نے ہم کو پیدا کیا۔ وہی ہماری ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں، ہم اسی کا شکرادا کرتے ہیں، اسی کے گُن گاتے ہیں، وہ بڑا ہی مہربان ہے، بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔ اس کی مہربانیوں کا کیا ٹھکانا۔ایک وقت وہ تھا کہ جب ہم کچھ بھی نہ تھے، اس نے ہمیں پیدا کیا، کیسا اچھا جسم دیا، عجیب عجیب قوتیں بخشیں، سوچنے کی قوت، دیکھنے کی قوت، بولنے کی قوت۔ اگر وہ چاہتا تو ہمیں کچھ بھی نہ دیتا، وہ چاہتا تو ہمیں کیڑا اور پتنگا بنادیتا، پتھر اور درخت بنادیتا اور ہم کچھ بھی نہ کرسکتے۔ اس کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمیں انسان پیدا کیا۔ اللہ کی مخلوق میں سب سے اونچا مرتبہ انسان کا ہے۔ انسان پیدا کرکے اللہ نے ہمیں بڑا اونچا مرتبہ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے صرف ہمیں پیدا ہی نہیں کیا بلکہ ضرورت کا سارا سامان بھی دیا۔ سانس لینے کے لیے ہوا بنائی، پیاس بجھانے کے لیے پانی، اور بھوک مٹانے کے لیے کھانا دیا۔ قسم قسم کے پیڑپودے اگائے، ان میں پھل پھول لگائے۔ رہنے سہنے کو گھر دیا، آرام کا سارا سامان دیا، اچھے اچھے ماں باپ دیے۔ ان کے دل میں ہماری محبت ڈالی۔ غرض وہ سب کچھ دیا جس کی ہمیں ضرورت تھی۔

دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں، سوچنے کے لیے دماغ دیا، کام کرنے کے لیے ہاتھ دیے۔ چلنے کے لیے دوپاؤں دیے، اگر آنکھیں نہ ہوں تو ہم کچھ بھی نہ دیکھ سکتے،

دماغ نہ ہوتو ہم کچھ بھی نہیں سوچ سکتے، ہاتھ پاؤں نہ ہوں تو ہم کچھ بھی نہیں کرسکتے، اور اگر وہ ناخوش ہوکر ہم سے یہ نعمتیں چھین لے تو کوئی نہیں جو پھر ہمیں یہ نعمتیں دے سکے۔ اُسی نے ہمیں اچھے برے کی تمیز دی، نفع ونقصان کی پہچان بخشی اور یہ طاقت دی کہ ہم اُس کا شکر ادا کریں۔

وہ ایک دن ضرور ہم سے اِن نعمتوں کا حساب لے گا۔ وہ دیکھے گا کہ ہم نے اِن نعمتوں کا اُس کی مرضی کے مطابق استعمال کیا یا اپنی من مانی کی۔ اُس دن اللہ تعالیٰ انصاف فرمائے گا۔ یہ بدلے کا دن ہے، انصاف کا دن ہے۔ اس دن نیک لوگ خوش خوش انعام پائیں گے اور نافرمان لوگ افسوس کریں گے۔ نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں بھیجے گا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی مرضی پوری کی، اُس کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلے، اُس کی فرماں برداری کی۔

اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں کہ ہم تیری عبادت کرسکیں، تیرے راستے پر چل سکیں۔ اے اللہ! ہمیں اپنا سیدھا راستہ دکھا، اور سیدھے راستے پر چلا۔ تیرا سیدھا راستہ وہی ہے جس پر تیرے نیک بندے چلے ہیں، جو راستہ تونے اپنے پیارے رسولوں کو بتایا ہے اور ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کو بتایا ہے۔ اے اللہ! ہمیں پیارے رسول کے راستے پر چلا، اور ان لوگوں کے راستے سے بچا جو تیرے نافرمان ہیں، تیرے ناشکرے ہیں، جو پیارے رسولؐ کے راستے پر نہیں چلتے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں اسلام کی سیدھی سچی راہ بتائی، ہمیں مسلمان بنایا اور ایمان کی دولت بخشی ورنہ ہم بھی گم راہوں کی طرح بھٹکتے، اپنی دین دنیا بگاڑ لیتے اور اُس کے غضب میں گرفتار ہوتے۔

کیسے نمک حرام ہیں وہ لوگ جو اللہ کی اتنی نعمتیں پاکر اس کا شکر ادا نہیں کرتے، اس کے حکموں پر نہیں چلتے اور اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اللہ کے پیارے بندے وہی ہیں جو اس کے احسانوں کو مانتے ہیں، اس کی نعمتوں کی قدر کرتے ہیں، اس کے

حکموں پر چلتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آیئے ہم سب مل کر اللہ کی حمد پڑھیں، اُس کے شکر کا ''ترانہ'' گائیں اور اُس کے شُکر گزار بندوں میں شامل ہوجائیں۔

مشق

۱- جواب دیجیے۔

(الف) اللہ تعالیٰ کا ہم پر سب سے بڑا کرم کیا ہے؟

(ب) اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سب سے اونچا مرتبہ کس کا ہے؟

(ج) اللہ ہم سے اپنی نعمتوں کا حساب کیوں لے گا؟

(د) نمک حرام لوگ کون ہیں؟

(ہ) اللہ کے پیارے بندے کون ہیں؟

(و) اللہ کے شکر گزار بندوں میں شامل ہونے کے لیے آپ کیا کرتے ہیں؟

۲- خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے .... چاہتے ہیں

اے اللہ! ہمیں اپنا سیدھا .... دکھا۔

اے اللہ! ہمیں پیارے .... کے راستے پر چلا اور ان لوگوں کے

راستے سے بچا جو تیرے نافرمان ہیں، تیرے .... ہیں۔

۳

حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم

خدایا! کتنے پیارے تھے محمدؐ!
بڑے مُحسِن ہمارے تھے محمدؐ!

محبت ہی محبت کرنے والے
وہ دکھیاروں کا دامن بھرنے والے
وہ کتنے نیک تھے، کیسے بہادُر!
فقط اپنے خدا سے ڈرنے والے

خدایا! کتنے پیارے تھے محمدؐ!
بڑے مُحسِن ہمارے تھے محمدؐ!

کسی سے جھوٹ کوئی بھی نہ بولا
وہ چہرہ تھا فرشتوں سے بھی بھولا
ہزاروں ظلم سہہ کر بھی انھوں نے
دعائیں دیں، دلوں میں شہد گھولا

خدایا! کتنے پیارے تھے محمدؐ!
بڑے مُحسِن ہمارے تھے محمدؐ!

صفائی سے تھا گہرا پیار اُن کو
ذرا سی گندگی تھی بار اُن کو
لباسِ سادہ پر پیوند لیکن
غریبی سے نہیں تھا عار اُن کو

خدایا! کتنے پیارے تھے محمدؐ!
بڑے محسِن ہمارے تھے محمدؐ!

خدا نے ان پہ قرآں کو اتارا
انھیں کیسی محبت سے پکارا
بُلا کر آسماں پر زندگی میں
کرایا خُلد و دوزخ کا نظارا

خدایا! کتنے پیارے تھے محمدؐ!
بڑے محسِن ہمارے تھے محمدؐ!

وہ اپنے ہاتھ سے سب کام کرتے
ذرا سی دیر کو آرام کرتے
خدا کا نام وہ دن رات لیتے
خدا کا کام صبح و شام کرتے

خدایا! کتنے پیارے تھے محمدؐ!
بڑے محسِن ہمارے تھے محمدؐ!

سکھایا سر کٹانا، سر جھکانا
خدا کے نام پر سب کچھ لٹانا
مصلّے کو بھگونا آنسوؤں سے
شہادت کی تڑپ میں زخم کھانا

خدایا! کتنے پیارے تھے محمدؐ!
بڑے مُحسِن ہمارے تھے محمدؐ!

فقیروں کو عطا کی بادشاہی
خود اپنے واسطے کملی ، چٹائی
سمجھتے تھے وہ دنیا کو سرائے
ہمیشہ دل میں دُھن تھی آخرت کی

خدایا! کتنے پیارے تھے محمدؐ!
بڑے مُحسِن ہمارے تھے محمدؐ!

جو فرماتے وہی کر کے دکھاتے
جو خود کرتے وہ دنیا کو سکھاتے
انھیں تو سارے انسانوں کا غم تھا
اکیلے کس طرح جنت میں جاتے

خدایا! کتنے پیارے تھے محمدؐ!
بڑے مُحسِن ہمارے تھے محمدؐ!

خدا کا دین سمجھا کر گئے وہ
جہاں میں نور پھیلا کر گئے وہ
انھیں جس کام کو بھیجا تھا رب نے
اسے پورا ہی فرما کر گئے وہ

خدایا! کتنے پیارے تھے محمدؐ!
بڑے مُحسِن ہمارے تھے محمدؐ!

(شمس نوید عثمانی)

۴

ایمانِ مُجمَل

ایمان مُجمل سے مراد وہ الفاظ ہیں جن کے ذریعے سے ہم نہایت مختصر طور پر اپنے دین و ایمان اور عقیدے کا اظہار کرتے ہیں۔

اٰمَنۡتُ میں ایمان لایا	بِاللّٰہِ اللہ پر	کَمَا جیسا کہ (ہے)	ھُوَ وہ
بِاَسۡمَآئِہٖ اپنے ناموں کے ساتھ	وَصِفَاتِہٖ اور اپنی صفتوں کے ساتھ	وَقَبِلۡتُ اور میں نے قبول کیے	جَمِیۡعَ سارے کے سارے
اَحۡکَامِہٖ اس کے احکام			

میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے سارے احکام قبول کیے۔

ایمان مجمل میں تین باتوں کا اقرار ہے (۱) اللہ پر ایمان (۲) اس کے اچھے ناموں اور صفتوں پر ایمان (۳) اور اس کے سارے حکموں کو قبول کرنا۔ جو شخص ان تین باتوں کو دل سے مانتا ہے اور زبان سے اقرار کرتا ہے اس کو مسلمان کہتے ہیں۔

۱- اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لمبی چوڑی دنیا اور کروڑوں انسان خود بخود پیدا نہیں ہوگئے ہیں بلکہ ان کا ایک پیدا کرنے والا ہے۔ اس کا نام ''اللہ'' ہے

وہ ایک ہے ، اکیلا ہے۔ نہ اس کے ماں باپ ہیں اور نہ بیوی بچّے۔ اس جیسا اور کوئی نہیں۔ سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ خود بخود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

۲- ''وہ خالق اور مالک'' ہے، اور وہی ہمارا ''حاکم'' ہے۔ اسی نے ہم سب کو پیدا کیا اور اسی کے قبضے میں ہماری جان ہے۔ وہ ہمارا بادشاہ ہے، اور سارے جہاں میں اسی کی حکومت ہے۔ وہی ہمارا معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ رحمٰن و رحیم ہے۔ وہ ہم پر بڑا ہی مہربان ہے۔ وہ ہمارا ''رب'' ہے۔ وہی ہمیں روزی دیتا ہے اور وہی ہماری ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ وہ ''سمیع اور بصیر'' ہے، سب کی سنتا ہے اور سب کو دیکھتا ہے۔ ''علیم اور قدیر'' ہے، سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ ''صَمَد'' ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ ہادی ہے، اس نے ہماری ہدایت کے لیے پیغمبروں کو بھیجا کہ اس کی مرضی بتائیں اور اسلام کی سیدھی سچی راہ دکھائیں۔ اس کے علاوہ اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔ ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔

۳- ہم اس کے سارے حکموں کو مانتے ہیں۔ اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے، مثلاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، سچ بولنا، ماں باپ کا کہنا ماننا، رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، غریبوں اور دُکھیوں کی مدد کرنا، ہم جی جان سے ان کاموں کو کرتے ہیں۔

جن کاموں سے اللہ نے روکا ہے، مثلاً اس کے کاموں میں کسی کو ساجھی سمجھنا، بتوں کو پوجنا، شراب پینا، جوا کھیلنا، جھوٹ بولنا، کسی کو دُکھ پہنچانا، کسی کا حق دبانا، حرام کھانا، یہ سب بُرے کام ہیں ہم ان سے بچتے ہیں، ان کے قریب نہیں پھٹکتے۔ خود بھی بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی بچاتے ہیں۔ ایمان لاکر ہم نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ ہم اُس کے سارے حکموں کو مانیں گے۔ ہم کبھی عہد نہیں توڑتے۔ جہاں تک ہوتا ہے اللہ کے حکموں کو بجالاتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔

ایمان مجمل میں ایمان کی ساری باتوں کو سمیٹ کر بیان کیا گیا ہے یہ پورے ایمان کا خلاصہ ہے، اسی لیے ہم ''ایمان مجمل'' کو یاد کرتے ہیں اور بار بار دہراتے ہیں، تاکہ ہمیں اپنا اقرار یاد رہے اور اللہ سے کیا ہوا عہد ہر وقت تازہ رہے اور کبھی ہم اس کے حکموں کو بجالانے سے غافل نہ ہوں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) ایمان مجمل سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

(ب) ایمان مجمل میں کن باتوں کا اقرار ہے؟

(ج) اللہ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟

(د) ''میں نے اللہ کے سارے احکام قبول کیے'' کا کیا مطلب ہے؟

(ھ) اللہ تعالیٰ نے ہمیں کن کاموں سے روکا ہے؟

(و) ایمان لاکر ہم اللہ تعالیٰ سے کیا عہد کرتے ہیں؟

(ز) ہم ایمان مجمل کو کیوں یاد کرتے اور بار بار دہراتے ہیں؟

(ح) ایمان مجمل سنائیے۔

(ط) ایمان مجمل کا ترجمہ سنائیے۔

۲- صحیح جوڑے لگائیے:

اللہ

رب	سب کو دیکھتا ہے
بصیر	سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں
سمیع	روزی دیتا اور ہماری ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے
صمد	سب کی سنتا ہے
قدیر	سب کچھ جانتا ہے
علیم	ہماری ہدایت کے لیے پیغمبروں کو بھیجا کہ اس کی مرضی بتائیں
ہادی	ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

۳- نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھیے، صحیح جملے پر (✓) کا نشان لگایئے اور غلط پر (×) کا نشان لگاتے ہوئے اس کے نیچے صحیح جواب تحریر کیجیے۔

(الف) یہ لمبی چوڑی دنیا اور کروڑوں انسان خود بخود پیدا ہو گئے ہیں۔ (   )

____

(ب) اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (   )

____

(ج) اللہ کے حکموں کو بجالانے سے ہمیں غافل نہ ہونا چاہیے۔ (   )

____

(د) ایمان مجمل میں چار باتوں کا اقرار ہے۔ (   )

____

(ھ) ایمان لاکر ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ ہم اس کے سارے حکموں کو مانیں گے۔ (   )

____

کچھ اور کام

(۱) اللہ تعالیٰ کے سبھی صفاتی نام اپنے اساتذہ یا والدین سے معلوم کر کے یاد کر لیجیے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کا ایک چارٹ بنا کر اپنے درجے اور گھر میں آویزاں کیجیے۔

۵

توحید

وہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لَو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو، گر ڈرو تم
اسی کی طلب میں مرو، جب مرو تم

مُبَرّا ہے شرکت سے اُس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

(خواجہ الطاف حسین حالؔی)

٦

ایمانِ مُفَصَّل

ایمان مجمل میں ہم نے جن باتوں کا اقرار مختصر طور پر کیا تھا، ایمانِ مفصّل میں ہم ان باتوں کا اقرار تفصیل کے ساتھ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے جن جن عقیدوں پر ایمان لانا ضروری ہے، ایمانِ مفصّل میں وہ سب عقیدے بیان کردیے گئے ہیں:

اٰمَنْتُ میں ایمان لایا	بِاللّٰهِ اَللّٰہ پر	وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اوراس کے فرشتوں پر	وَكُتُبِهٖ اوراس کی کتابوں پر
وَرُسُلِهٖ اوراس کے رسولوں پر	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اورآخرت کے دن پر	وَالْقَدْرِ اورتقدیر پر	خَيْرِهٖ اس کی بھلائی
وَشَرِّهٖ اور اس کی بُرائی	مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اللہ کی طرف سے (ہے)	وَالْبَعْثِ اور جی اٹھنے پر	بَعْدَالْمَوْتِ موت کے بعد

”میں ایمان لایا اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور اس بات پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔“

ایمانِ مفصّل میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان کو سات چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۱- اللہ پر

۲- فرشتوں پر

۳- اللہ کی بھیجی ہوئی کتابوں پر
۴- اللہ کے رسولوں پر
۵- آخرت کے دن پر
۶- تقدیر پر کہ اچھی اور بُری تقدیر اللہ ہی کی طرف سے ہے
۷- اور مرنے کے بعد اُٹھائے جانے پر

ہم نہ مسلمان ہوسکتے ہیں اور نہ اسلام کی سیدھی سچّی راہ پر چل سکتے ہیں اگر ہمیں ان سات باتوں پر پکّا یقین نہ ہو۔ جب تک ہمیں اللہ کی ذات اور اس کی زبردست قوت و طاقت کا یقین نہ ہو ہم کیسے اس کی اطاعت کرسکتے ہیں اور کیسے اُس کے حکموں پر چل سکتے ہیں۔ جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اللہ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے، وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے، ہم کیسے اُس کی نافرمانی سے بچ سکتے ہیں۔ اس لیے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے دل میں اللہ کی ذات و صفات کا پختہ یقین ہو، اور ذرا بھی شک نہ رہے۔

پھر ہمیں یہ بھی یقین ہو کہ اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس کی حکومت میں سب بے اختیار ہیں۔ کسی کی کیا مجال جو اس کے کاموں میں دخل دے سکے، جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز کی اچھی یا بُری تقدیر بنائی جس کو جو مناسب سمجھا دے دیا۔

فرشتے بہت نیک مخلوق ہیں ان کا کام خدا کے حکموں کو بجالانا ہے۔ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

پھر ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی مرضی کیا ہے؟ زندگی گزارنے کا پسندیدہ طریقہ کیا ہے؟ ہم اللہ کے حکموں پر کس طرح چلیں اور اس کی نافرمانی سے کیسے بچیں؟ اس لیے ہم اللہ کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ کتابوں میں اللہ نے زندگی گزارنے کا صحیح صحیح طریقہ بتایا ہے اور رسولوں نے اللہ کے حکموں پر چل کر دکھایا ہے۔ رسولوں نے ہمیں بتایا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلے گا، اس کی فرماں برداری کرے گا، اس سے اللہ خوش ہوگا اور جنت میں جگہ دے گا اور جو اللہ تعالیٰ

کے حکموں پر نہ چلے گا، اُس کی نافرمانی کرے گا، اس کو اللہ سخت سزا دے گا اور دوزخ میں ڈال دے گا۔ مرنے کے بعد ہم سب زندہ ہوں گے۔ زندہ ہوکر اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ ہمارے کاموں کی جانچ ہوگی۔ اچھائی، برائی کا فیصلہ آخرت میں ہوگا۔

اگر ہمیں آخرت کا یقین نہ ہو، مرنے کے بعد جی اٹھنے کا یقین نہ ہو تو پھر ہم کیسے برائیوں سے بچ سکتے ہیں اور کیسے نیکیاں کما سکتے ہیں؟ جنت کا یقین ہی تو ہمیں نیک کام کرنے پر ابھارتا ہے، اور دوزخ کا ڈر ہی تو ہمیں برائیوں سے بچاتا ہے۔

ان باتوں پر یقین کرنے ہی کی وجہ سے ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اگر ہم ان میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کردیں تو پھر ہم مسلمان نہیں رہ سکتے اور اللہ کے پیارے نہیں بن سکتے۔ یہ اسلام کے ''بنیادی عقیدے'' کہلاتے ہیں۔ تمام رسولوں نے انھی باتوں کی تعلیم دی۔ اور انھی باتوں کو دل میں بٹھانے کی کوشش کی۔ پیارے رسولؐ نے بھی انھی باتوں کی تعلیم دی اور انھی باتوں کو دل میں بٹھایا۔ یہی باتیں تمام بھلائیوں کی جڑ ہیں اور انھی کو ماننے میں دونوں جہاں کی کامیابی ہے۔ ان کا انکار کرکے ہم دنیا میں بھی ذلیل ہوں گے اور آخرت میں بھی رسوا ہوں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ان باتوں کو دل سے مانتے ہیں اور ان پر پکّا اور سچّا یقین رکھتے ہیں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) ایمان مُجمل اور ایمان مفصّل میں کیا فرق ہے؟

(ب) ایمانِ مفصّل میں کتنی باتوں پر ایمان لانے کی تعلیم دی گئی ہے؟

(ج) ایمانِ مفصّل اور اس کا ترجمہ سنائیے۔

(د) فرشتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ہ) آخرت کے دن پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

(و) رسولوں اور اللہ کی بھیجی ہوئی کتابوں پر ایمان لانے کی تعلیم کیوں دی گئی ہے؟

(ز) تقدیر پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

(۱) اللہ کی حکومت میں سب .... ہیں۔

(۲) اچھائی بُرائی کا فیصلہ .... میں ہوگا۔

(۳) مرنے کے بعد ہم سب .... ہوں گے۔

(۴) .... کا یقین ہی تو ہمیں نیک کام کرنے پر ابھارتا ہے۔

(۵) .... کا ڈر ہمیں برائیوں سے بچاتا ہے۔

کچھ اور کام

ایمانِ مفصل اور اس کا ترجمہ لکھ کر اپنے گھر اور درجے میں آویزاں کیجیے۔

۷

آخرت

یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اک دن سب مٹ جائے گا
اس کی جگہ اللہ تعالیٰ دنیا اور بنائے گا

اُس دنیا میں بھلے بُرے لوگ الگ الگ ہوجائیں گے
اپنے اپنے بھلے بُرے کاموں کا بدلہ پائیں گے

ذرّہ بھر بھی کام کسی کا ہوگا تولا جائے گا
چھپ نہ سکے گا بھید بھرے مجمع میں کھولا جائے گا

دھونس دھاندلی، دھن اور دھوکا کچھ نہ وہاں کام آئے گا
جس سے ہے کچھ آس تمھیں، وہ اپنی خیر منائے گا

اللہ جن سے راضی ہوگا وہ سب جنت پائیں گے
اللہ جن سے ناخوش ہوگا وہ دوزخ میں جائیں گے

دیکھو میاں مائلؔ موقع ہے جو کچھ کرنا ہے کرلو
مولا کی مرضی کے موتی اپنے دامن میں بھرلو

(مائلؔ خیر آبادی)

۸

فِقہی اِصطلاحیں

فِقہ کے معنیٰ ہیں ''سوجھ بوجھ''۔ دین کی گہری بصیرت اور وسیع علم رکھنے والے علما نے قرآن و حدیث پر برسوں خوب غور و فکر کرکے ہماری زندگی کی ساری ضرورتوں کے لیے بہت سے مسائل ''سمجھ سمجھ کر'' نکالے اور ان ضروری مسئلوں کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ کتابوں میں جمع کردیا ہے۔ ان مسائل اور احکام کو ''فِقہ'' کہتے ہیں۔ فقہ جاننے والے عالم کو فَقیہ کہتے ہیں، اور فقیہ کی جمع فُقہا آتی ہے۔

فِقہ میں جو احکام بیان کیے گئے ہیں، ان سب کی حیثیت برابر نہیں ہے۔ کچھ احکام تو ایسے ہیں جن کا کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ ان کا نہ کرنے والا گناہ گار ہے اور انکار کرنے والا کافر ہوجاتا ہے۔ کچھ ایسے ہیں جن کے کرنے کا انتہائی ثواب ہے، لیکن نہ کیے جائیں تو کوئی گناہ بھی نہیں۔ کچھ ایسے ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے، نہ بچنے والا گناہ گار ہے۔ کچھ ایسے ہیں جن سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر نہ بچ سکیں تو کوئی گناہ بھی نہیں۔ کچھ احکام ایسے ہیں کہ اگر تھوڑے سے لوگ بھی ان کو انجام دے لیں تو سب کے ذمّے سے ادا ہوجاتے ہیں۔ احکام کی ان مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے فقہ کی کتابوں میں ان کے الگ الگ نام ہیں اور ان کو ''فِقہی اصطلاحیں'' کہتے ہیں۔ ان اصطلاحوں کو سمجھ کر یاد کرلینا چاہیے۔

فَرض

جو حکم قرآن شریف اور حدیث سے یا صرف قرآن شریف یا بہت سی حدیثوں سے اچھی طرح ثابت ہو اس کو فرض کہتے ہیں۔ فَرض کا نہ ماننے والا کافر ہے اور جو شخص اسے بغیر عذر کے چھوڑے وہ گناہ گار ہے۔ اللہ اس کو سخت عذاب دے گا۔

''فرض'' کی دو قسمیں ہیں (۱) فَرضِ عَین (۲) فَرضِ کِفایہ۔

فرض عَین

فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک کے لیے ضروری ہو۔ جیسے پانچوں وقت کی نماز، رمضان شریف کے روزے، صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ دینا اور استطاعت ہو تو خانۂ کعبہ کا حج کرنا وغیرہ۔

فرضِ کفایہ

فرضِ کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک کے لیے الگ الگ ضروری نہ ہو بلکہ وہ ایک جماعتی فریضہ ہو کہ اگر محلّے کے کچھ لوگ ادا کریں اور کچھ نہ کریں تو سب کی طرف سے ادا ہوجاتا ہے اور اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب کے سب گناہ گار ہوں گے اور اللہ سخت سزا دیے گا، جیسے جنازے کی نماز۔ اگر محلے کے کچھ آدمیوں نے پڑھ لی اور کچھ نے نہیں پڑھی تو سب کی طرف سے فرض ادا ہوگیا اور اگر کسی نے بھی نہیں پڑھی تو سب کے سب سخت گناہ گار ہوں گے۔

واجِب

واجب کا کرنا بھی ہر ایک کے لیے ضروری ہے، جو شخص بغیر عذر کے معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دے گا وہ گناہ گار ہوگا۔ البتہ اگر کوئی شخص اس کو اللہ کا حکم نہ مانے تو اُس کو کافر نہیں کہیں گے، جیسے جمعے کی نماز فرض ہے اور عید کی نماز واجب۔ اگر کوئی شخص نمازِ جُمعہ کو اللہ کا حکم نہ مانے تو وہ کافر ہے لیکن اگر کوئی عید کی نماز کو اللہ کا حکم نہ سمجھے تو

اس کو کافر نہیں کہیں گے۔ لیکن نہ پڑھنے والا سخت گناہ گار ہوگا۔ بعض لوگ واجب کی اصطلاح کو نہیں مانتے۔ ایسے لوگوں کے نزدیک بعض واجب حکم، فرض ہیں اور بعض سنت مؤکدہ۔

سُنّت

سنت وہ ہے جس کو پیارے رسول ﷺ نے کیا ہو یا کرنے کا حکم دیا ہو اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) سنّتِ مؤکَّدہ (۲) سنّت غیر مؤکَّدہ۔

سنّت مؤکَّدہ

جس کام کو پیارے رسولؐ یا صحابۂ کرامؓ ہمیشہ کرتے رہے ہوں یا آپؐ نے کرنے کا حکم دیا ہو، بغیر کسی عذر کے کبھی نہ چھوڑا ہو، وہ **سنّت مؤکَّدہ** ہے۔ سنّت مؤکَّدہ کا حکم یہ ہے کہ جو شخص بغیر کسی عذر کے چھوڑے گا وہ گناہ گار ہوگا۔ ہاں اگر کبھی اتفاقاً چھوٹ جائے تو اللہ معاف فرمادے گا۔

سنّتِ غیر مؤکَّدہ

وہ کام جس کو پیارے رسول ﷺ یا صحابۂ کرامؓ نے اکثر کیا ہو لیکن پابندی سے نہیں بلکہ کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو، اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا اور نہ کرنے والے کو عذاب نہ ہوگا۔

مُستَحَب

جس کام کو پیارے رسول ﷺ نے پابندی سے نہ کیا ہو بلکہ کبھی کبھی کیا ہو۔ اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا اور جو نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ مُستَحَب کو اصطلاح میں ''**نفل**'' اور ''**مندوب**'' بھی کہتے ہیں۔

حرام

جس کام سے بچنے کے لیے قرآن شریف اور حدیث میں صاف صاف حکم دیا

گیا ہو وہ حرام ہے۔ جو شخص حرام کو حرام نہ سمجھے وہ کافر ہے۔ حرام کو حرام سمجھ کر نہ بچنے والا سخت گناہ گار اور بدترین سزا کا مستحق ہے جیسے شراب، جوا، چوری، جھوٹ وغیرہ۔

مکروہ

جس کام سے بچنے کی تاکید حدیث میں کی گئی ہو اس کو ''مکروہ'' کہتے ہیں۔
مکروہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مکروہ تحریمی (۲) مکروہ تنزیہی

مکروہِ تحریمی

وہ کام جس سے بچنا ضروری ہے۔ جو شخص بغیر کسی عُذر کے ایسا کام کرے گا وہ گناہ گار ہوگا۔ اگر کوئی اس کو مکروہ نہ مانے تو اس کو کافر نہیں کہیں گے۔ لیکن مسلمان کو چاہیے کہ ایسے کاموں سے سختی کے ساتھ بچے، جیسے کتے اور سُوّر وغیرہ کا جھوٹا۔

مکروہِ تنزیہی

وہ کام جس سے مسلمان کو بچنا چاہیے اور اس سے بچنے کا بہت ثواب ہے اگر کوئی کرے تو گناہ بھی نہیں ہے لیکن پسندیدہ بھی نہیں ہے۔ جیسے بلی کا جھوٹا یا بعض لوگوں کے نزدیک تمباکو کھانا یا پینا۔

مُباح

وہ کام جس کے کرنے کا کوئی ثواب نہیں اور نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔ جیسے بغیر شِرط لگائے کبڈی کھیلنا، فٹ بال کھیلنا وغیرہ۔

نجِس

جس پانی سے پاکی حاصل نہ ہوسکے اس کو نجس کہتے ہیں۔

طاہر

جو پانی پاک ہو اور اس سے پاکی حاصل کی جاسکے اس کو طاہر کہتے ہیں۔

مشکوک

جس پانی کے پاک اور ناپاک ہونے میں شک ہو اس کو مشکوک کہتے ہیں۔ جیسے گدھے یا خچر کا جھوٹا پانی۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) فقہ کسے کہتے ہیں؟

(ب) فرض کی کتنی قسمیں ہیں؟

(ج) حدیث میں جس کام سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(د) نجس اور طاہر میں کیا فرق ہے؟

(ہ) مستحب کو اصطلاح میں اور کیا کہا جاتا ہے؟

۲- درج ذیل فقہی اصطلاحات کی تعریف کیجیے:

فرض ۔ واجب۔ سنت۔ حرام۔ مستحب۔

۳- درج ذیل اعمال کی فقہی حیثیت کیا ہے؟

مثلاً (۱) جنازے کی نماز	فرض کفایہ	(۲) پانچوں وقت کی نمازیں	
(۳) جمعے کی نماز		(۴) عیدین کی نماز	
(۵) شراب		(۶) چوری	
(۷) جھوٹ		(۸) کتے اور خنزیر (سُوّر) کا جھوٹا	
(۹) فٹ بال کھیلنا		(۱۰) تمباکو کھانا	

۴- نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھیے اور صحیح جملے پر (✓) اور غلط پر (×) کا نشان لگایئے:

(الف) جس پانی کے پاک اور ناپاک ہونے میں شک ہو اس کو نجس کہتے ہیں۔ ( )

(ب) اگر کوئی مکروہ تحریمی کو مکروہ نہ مانے تو اس کو کافر کہیں گے۔ ( )

(ج) جس کام کو پیارے رسولؐ یا صحابہ کرامؓ ہمیشہ کرتے رہے ہوں یا آپؐ نے کرنے کا حکم دیا ہو وہ سنت مؤکدہ ہے۔ ( )

(د) فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک کے لیے ضروری ہو۔ ( )

(ہ) جو شخص حرام کو حرام نہ سمجھے وہ کافر ہے۔ ( )

(و) فقہ جاننے والے عالم کو مُفسِّر کہتے ہیں۔ ( )

۹

طہارت

(۱)

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں جو خوب پاک و صاف رہتے ہیں۔ پاکی اور صفائی کو **طہارت** کہتے ہیں۔ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ''پاک و صاف رہنا آدھا ایمان ہے۔'' ہم ہر وقت پاک و صاف رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پانچ وقت کی نماز پڑھنے والا گندہ اور ناپاک کیسے رہ سکتا ہے۔ پاکی اور صفائی کے بغیر تو نماز ہو ہی نہیں سکتی۔ پیارے رسولؐ کا ارشاد ہے، ''جنت کی کنجی نماز ہے، اور نماز کی کنجی پاکی اور صفائی ہے۔''

مسلمان ہر طرح کی ناپاکی اور پلیدی سے دور رہتا ہے۔ وہ اپنے ظاہر کو بھی پاک رکھتا ہے اور باطن کو بھی۔ ظاہر کی پاکی تو یہ ہے کہ وہ اپنا جسم، اپنے کپڑے، رہنے سہنے کی جگہ ہر چیز کو پاک و صاف رکھتا ہے۔ باطن کی پاکی یہ ہے کہ وہ کفر اور شرک کی باتوں سے اپنے دل کو پاک رکھتا ہے۔ بُرے خیالات دماغ میں نہیں لاتا۔ جھوٹ، غیبت، بہتان بخل اور بے حیائی کی باتیں نہیں کرتا۔ دل میں کسی سے دشمنی اور بغض نہیں رکھتا۔ غرور نہیں کرتا۔ اللہ کو ایک مانتا ہے اور اس کے بندوں کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ غرض اس کا جسم بھی اور اس کا دل بھی ہر گندگی اور غلاظت سے پاک ہوتا ہے۔ اسی لیے تو پیارے رسولؐ نے فرمایا ہے۔ ''طہارت ہی کُل کا کُل دین ہے''

ناپاکی اور گندگی سے ہم اس طرح گھبراتے ہیں جس طرح مچھلی خشکی سے گھبراتی

ہے۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ ناپاکی کی قسمیں اور پاکی حاصل کرنے کے طریقے ہمیں خوب معلوم ہوں۔ پیارے رسولؐ کا ہم پر بڑا ہی احسان ہے کہ آپؐ نے ہمیں ساری باتیں صاف صاف بتادی ہیں۔ کیا چیزیں پاک ہیں، کیا چیزیں ناپاک ہیں، کن کن باتوں سے آدمی ناپاک ہوجاتا ہے اور کیسے پاک ہوتا ہے، یہ تمام باتیں آپؐ نے کھول کھول کر بیان فرمادی ہیں۔ طرح طرح سے آپؐ نے ہمیں ترغیب دی ہے کہ ہم ہمیشہ پاک صاف رہیں اور کبھی گندگی کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔

نجاست

ناپاکی کو **نجاست** بھی کہتے ہیں۔ نجاست دو طرح کی ہوتی ہے۔ **نجاستِ حکمی** اور **نجاستِ حقیقی**۔ ان دونوں نجاستوں کی تعریف، حکم اور ان سے پاک ہونے کا طریقہ ہمیں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے۔ تاکہ ہم پاک اور صاف ستھرے رہ سکیں۔

نجاستِ حقیقی

نجاستِ حقیقی وہ ناپاکی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے، جس سے ہر انسان طبعی طور پر گھن کرتا اور بچتا ہے اور اپنی ہر چیز کو اس سے بچانے اور صاف رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ نجاستِ حقیقی کی دو قسمیں ہیں۔ نجاستِ ''غلیظہ'' اور نجاستِ ''خفیفہ''۔

نجاست غلیظہ

یعنی وہ سخت ناپاکی جس کے ناپاک ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں۔ ہر شخص اس کو ناپاک ہی سمجھتا ہے اور اس کے پاک ہونے کا گمان بھی نہیں کرتا، جیسے آدمی کا پیشاب اور پاخانہ، آدمی کا خون، جانوروں کا خون، گھوڑے، گدھے کی لید، کتے، بلی کا پاخانہ وغیرہ۔ سور کی تو ہر چیز نجاست غلیظہ ہے۔ اگر یہ چیزیں کپڑے، بدن، چوکی، چار پائی، کرسی، وغیرہ پر لگ جائیں تو ان کو تین بار دھونا چاہیے اور جس جگہ نجاست لگی ہو اس کو خوب رگڑ رگڑ کر ملنا چاہیے تاکہ داغ دھبّا نہ رہے۔ کپڑا ہو تو تین بار نچوڑ کر پاک کرنا چاہیے۔

اور اگر یہ گندگیاں بہت تھوڑی مقدار میں کسی چیز پر لگ گئی ہوں اور اتفاق سے اسی حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز ہوجائے گی لیکن بار بار ایسا کرنا اور قصداً کرنا ہرگز درست نہیں۔ بلکہ جب بھی کسی چیز میں گندگی لگ جائے اور وہ ناپاک ہوجائے تو فوراً پاک کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

نجاست خفیفہ

یعنی وہ ناپاکی جو غلیظہ کے مقابلے میں ذرا ہلکی ہے، وہ اس طرح کہ بعض دلیلوں سے اس کے پاک ہونے کا بھی شبہ ہوتا ہے۔ نجاستِ غلیظہ کے مقابلے میں نجاست خفیفہ کا حکم بھی کچھ ہلکا اور نرم ہے۔ جیسے حلال جانوروں کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ وغیرہ۔

اگر یہ چیزیں بدن یا کپڑے وغیرہ پر لگ جائیں اور چوتھائی حصے سے کم پر لگی ہوں تو پاک کیے بغیر نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ اگر کبھی پڑھ لی تو نماز ہوجائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔ اس سے پرہیز کرنے اور گندگی کو فوراً دھونے اور پاک کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

اگر جوتے یا زمین پر پاخانہ یا لید لگ جائے اور سوکھ جائے تو کھُرچ دینے سے زمین اور جوتا پاک ہوجاتا ہے اور اگر ناپاکی کا نشان اور دَھبّا بھی مٹ جائے تو اس زمین پر اطمینان کے ساتھ نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اِستنجا

پیشاب اور پاخانہ کرنے کے بعد پاکی حاصل کرنے کو ''استنجا'' کہتے ہیں۔ پیشاب اور پاخانے سے فارغ ہوکر پہلے ڈھیلوں سے پاکی حاصل کی جائے پھر پانی سے دھوکر اچھی طرح اطمینان حاصل کرلینا چاہیے۔ مٹی کے ڈھیلے اگر نہ مل سکیں تو کنکر پتھر، پکی اینٹ یا کوئی اور ایسی چیز جس سے پاکی حاصل ہو، استعمال کرسکتے ہیں۔ البتہ ہڈی، کوئلہ، گوبر، یا لکھے ہوئے کاغذ سے استنجا نہ کرنا چاہیے، اور ایسے کنکر پتھر یا اینٹ سے بھی استنجا نہ کرنا چاہیے جو تکلیف پہنچائے۔ ڈھیلے سے استنجا خشک کیجیے تو علاحدہ تنہائی

کی جگہ میں کیجیے۔ عام جگہوں پر سب کے سامنے کمر بند پکڑے استنجا خشک کرنا بڑی بدتہذیبی اور بدذوقی کی بات ہے۔ اس معیوب حرکت سے انتہائی پرہیز کیجیے اور اگر کوئی ایسا کرتا ہو تو اس کو بھی بتائیے کہ یہ بات اسلامی ادب و وقار اور تہذیب کے خلاف ہے۔

استنجا ہمیشہ بائیں ہاتھ سے کیجیے۔ اگر کسی جگہ ڈھیلے نہ مل سکیں تو صرف پانی سے بھی پاکی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اچھا یہی ہے کہ ڈھیلے بھی استعمال کیے جائیں۔

پاکی حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں پیدا فرمائی ہیں اور دونوں ہی بہت عام ہیں، پانی اور مٹی۔ ہر جگہ دونوں چیزیں آسانی سے مل جاتی ہیں۔ مٹی بھی ہر جگہ ملتی ہے اور پانی کے لیے بھی جگہ جگہ کنویں، چشمے، دریا، ندی، نالے، نل، پائپ وغیرہ موجود ہیں۔ ہمیں پاکی حاصل کرنے میں کبھی سستی نہ کرنی چاہیے۔ اللہ کے سچے دین نے ہمارے لیے پاکی حاصل کرنا بہت آسان بنادیا ہے اور پیارے رسولؐ نے پاک ہونے کے سارے طریقے بھی کھول کھول کر بیان فرمادیے ہیں۔ جب بھی ہماری کوئی چیز ناپاک ہوجائے تو فوراً پاک کرلینا چاہیے اور خود بھی ہمیشہ پاک صاف رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو وہی بندے زیادہ پسند ہیں جو خوب پاک صاف رہتے ہیں۔

معانی و اشارات

پلیدی	:	ناپاکی
بہتان باندھنا	:	کسی کی طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کرنا
بغض	:	کینہ، دشمنی
بدذوقی	:	خراب عادت
معیوب	:	بُرا، عیب دار
باطن	:	چھپا ہوا، اندرونی حصہ، دل
بخل	:	کنجوسی
گمان	:	شک و شبہ
بدتہذیبی	:	تہذیب کے خلاف

مشق

۱- جواب دیجیے

(الف) طہارت کسے کہتے ہیں؟

(ب) ظاہر اور باطن کی پاکی میں کیا فرق ہے؟

(ج) نجاست غلیظہ کی تعریف کیجیے اور مثال بھی دیجیے۔

(د) نجاست خفیفہ کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟

(ر) کن کن چیزوں سے پاکی حاصل کی جاتی ہے؟

(س) طہارت کے سلسلے میں پیارے رسولؐ کے کیا ارشادات ہیں؟

۲- تیر کے نشان کی مدد سے صحیح جوڑے بنایئے۔

الف	ب
مسلمان	وہ ناپاکی جو آنکھوں سے نظر آتی ہے۔
ناپاکی	ہر طرح کی ناپاکی اور پلیدی سے دور رہتا ہے۔
نجاست حقیقی	وہ ناپاکی جو غلیظہ کے مقابلہ میں ذرا ہلکی ہوتی ہے۔
نجاست خفیفہ	پیشاب اور پاخانہ کرنے کے بعد پاکی حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔
استنجا	نجاست

۳- درج ذیل چیزوں کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(الف) اگر جوتے یا زمین پر پاخانہ یا لید لگ جائے اور سوکھ جائے؟

(ب) آدمی یا جانوروں کا خون کپڑے یا کسی چیز پر لگ جائے؟

(ج) حلال جانوروں کا پیشاب اگر کپڑے یا بدن وغیرہ پر لگ جائے؟

۱۰

طہارت
(۲)

نجاستِ حقیقی کی قِسمیں اور ان کو دور کرنے اور پاک ہونے کے طریقے تو ہمیں معلوم ہوگئے اب ہم نجاستِ حکمی کی قِسمیں اور ان کو دور کرنے اور پاک ہونے کے طریقے معلوم کریں گے۔

نجاستِ حکمی

نجاستِ حکمی وہ ناپاکی ہے جو نظر نہیں آتی، بلکہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے معلوم ہوئی ہے، جیسے کوئی شخص پیشاب یا پاخانہ کرے، کسی کی ریاح خارج ہوجائے، بدن سے خون یا پیپ نکل آئے، ٹیک لگا کر سوجائے، یا منہ بھر کر قے آجائے، اس طرح کی تمام صورتوں میں آدمی ناپاک ہوجاتا ہے اور جب تک وضو نہ کرلے نہ وہ نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ قرآن شریف چھونا اس کے لیے درست ہے۔ چوں کہ یہ ناپاکی اور نجاست آدمی کو نظر نہیں آتی، اس لیے اس نجاست کو نجاستِ حکمی کہتے ہیں یعنی اس پر شریعت نے ناپاکی کا حکم لگایا ہے اس لیے یہ ناپاکی ہے۔ اس کو ''نجاستِ شرعی'' بھی کہتے ہیں۔

نجاستِ حکمی کو حَدَث بھی کہتے ہیں، حَدَث کی دو قِسمیں ہیں۔ حدثِ اصغر، حدثِ اکبر۔

حدثِ اصغر

یعنی نجاست حکمی کی وہ ہلکی قسم جس میں صرف وضو یا تیمّم کرنے سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے۔ حدثِ اصغر کے تحت وہ تمام باتیں آتی ہیں جونجاستِ حکمی میں (پچھلے صفحے پر) مثال کے طور پر بیان کی گئی ہیں۔

حدثِ اکبر

یعنی نجاستِ حکمی کی وہ حالت جس میں غسل کیے بغیر یا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کیے بغیر نہ آدمی نماز پڑھ سکتا ہے، نہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے اور نہ مسجد میں داخل ہونا اس کے لیے درست ہے۔

حدثِ اکبر کن کن باتوں سے ہوتا ہے، یہ آپ انشاء اللہ اگلی کتابوں میں پڑھیں گے۔ یہاں صرف اتنا جان لیجیے کہ شریعت نے نجاستِ حکمی سے پاک ہونے کے لیے وضو، اورغسل کا حکم دیا ہے اور اگر پانی نہ مل سکے تو تیمّم سے بھی پاکی حاصل ہوجاتی ہے۔ اب ہم وضوغسل اورتیمّم کے طریقے اور ان کے احکام پڑھیں گے۔

وُضو

وضو ہر نماز کے لیے فرض ہے، چاہے نماز فرض ہو یا نفل۔ نمازِ جنازہ اور سجدۂ تلاوت کے لیے بھی وضوفرض ہے۔

کعبے کا طواف کرنے اور قرآن پاک کو چھونے کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔ غسل سے پہلے اور سوتے وقت وضو کرنا سنت ہے۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ اکثر باوضو رہیں۔ اس لیے کہ باوضو رہنے کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں:

(ا) پیشانی کے بالوں کی جڑ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو

سے دوسرے کان کی لَو تک پورے چہرے کو ایک بار دھونا۔
(۲) دونوں ہاتھوں کو انگلیوں سے لے کر کہنیوں تک ایک بار دھونا۔
(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
(۴) دونوں پیروں کو ٹخنوں تک ایک بار دھونا۔

وضو کی سنتیں

وضو میں پندرہ سنتیں ہیں:

۱- نیت کرنا کہ میں صرف اللہ کی رضا کے لیے پاک صاف ہوتا ہوں۔
۲- بسم اللہ کہہ کر وضو شروع کرنا۔
۳- منہ دھونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا گٹوں تک دھونا۔
۴- منہ میں پانی بھر کر کلی کرنا۔ تاکہ پانی حلق تک پہنچ جائے، مگر روزے میں احتیاط ضروری ہے۔
۵- مسواک کرنا۔ مسواک کرنے کی بہت فضیلت ہے، اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔
۶- ناک میں پانی ڈالنا۔
۷- ہاتھوں کو انگلیوں کی طرف سے شروع کر کے کہنیوں تک دھونا۔
۸- ہاتھ پیر کی انگلیوں میں خلال کرنا۔
۹- پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔
۱۰- دونوں کانوں کا ایک بار مسح کرنا۔
۱۱- اعضا دھوتے وقت دائیں عضو سے شروع کرنا۔
۱۲- ترتیب کا لحاظ رکھنا۔
۱۳- متواتر کرنا، یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرا عضو دھونے میں تاخیر نہ کرنا۔
۱۴- ہر عضو کو تین بار اچھی طرح دھونا۔
۱۵- وضو کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ
اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کردے جو بہت زیادہ توبہ کرتے ہیں اور ان لوگوں میں سے بنادے جو خوب پاک صاف رہتے ہیں۔

وضو کے مکروہات

وضو میں آٹھ باتیں مکروہ ہیں:

۱- ترتیب کے خلاف وضو کرنا۔
۲- پانی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔
۳- پانی ضرورت سے کم خرچ کرنا کہ اعضا پوری طرح نہ دُھل سکیں۔
۴- وضو کرنے میں بلاوجہ دنیا کی باتیں کرنا۔
۵- منہ پر پانی کا چھپکا مارنا یا دوسرے اعضا پر زور سے چھینٹا مارنا۔
۶- اعضا کو بلاوجہ تین بار سے زیادہ دھونا۔
۷- تین بار مسح کرنا۔
۸- وضو کے بعد ہاتھوں کا پانی چھڑکنا۔

غسل

نجاست حکمی سے پاک ہونے کا ایک طریقہ غسل بھی ہے۔ غسل سے خوب پاکی حاصل ہوجاتی ہے، اس لیے ہم جمعے کے دن تو ضرور ہی غسل کرتے ہیں۔

ہم ایسی جگہ بیٹھ کر غسل کرتے ہیں جو پاک بھی ہو اور جہاں آڑ بھی ہو، تاکہ ہم پر کسی کی نظر نہ پڑے۔ پہلے ہم گٹوں تک ہاتھ دھوتے ہیں پھر ضرورت ہو تو استنجا کرتے ہیں۔ پھر پورا وضو کرتے ہیں۔ وضو کے بعد بدن پر اچھی طرح پانی بہاکر خوب مل مل کر بدن صاف کرتے ہیں اور پھر دوبار پانی بہاکر بدن کسی کپڑے یا تولیے سے اچھی طرح پونچھ ڈالتے ہیں۔

غسل کے فرائض

غسل میں تین باتیں فرض ہیں:

۱- خوب اچھی طرح کلی کرنا۔

۲- ناک میں پانی ڈال کر اچھی طرح صاف کرنا۔

۳- پورے جسم پر ایک بار خوب اچھی طرح پانی بہانا کہ جسم کا کوئی حصہ بال برابر بھی سوکھا نہ رہ جائے۔

تَیَمُّم

اگر ہم کسی ایسی جگہ ہوں جہاں پانی میسر نہ آئے یا پانی تو ہو لیکن پانی کے استعمال سے بیمار پڑ جانے یا بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں ہمارے مہربان خدا نے تیمّم کر کے پاک ہونے کا طریقہ بتایا ہے۔ تیمّم پاک مٹی سے پاکی حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔ وضو اور غسل دونوں کے بجائے تیمّم کر سکتے ہیں اور دونوں کے لیے تیمّم ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔

تیمّم کے فرائض

تیمّم میں تین باتیں فرض ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے پاک ہونے کی نیت کرنا۔

۲- دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر چہرے پر ملنا۔

۳- پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر ملنا۔

تیمّم کا طریقہ

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کہہ کر اللہ تعالیٰ کی خوش نوُدِی حاصل کرنے کے لیے، پاک صاف ہونے کی نیت کرتے ہیں پھر دونوں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی طرف سے پاک مٹی پر مارتے ہیں اور دونوں ہاتھ خوب اچھی طرح اپنے پورے

چہرے پر اس طرح پھیر لیتے ہیں کہ کوئی حصہ رہ نہ جائے۔ پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی طرف سے پاک مٹی پر مار کر، پہلے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر کہنی سمیت اچھی طرح پھیر لیتے ہیں اور پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر کہنی سمیت خوب اچھی طرح پھیر لیتے ہیں۔ اور اگر چہرے پر ڈاڑھی نکل آئی ہو تو خلال بھی کر لیتے ہیں۔

کن چیزوں سے تیمّم ہوسکتا ہے

اگر پاک مٹی نہ مل سکے تو پتھر، کنکر، ریت، چونا، مٹی کی کچی یا پکی اینٹ، اینٹوں یا پتھروں کی دیوار، مٹی کے برتن وغیرہ سے تیمّم کیا جاسکتا ہے۔ اگر کسی لکڑی، کپڑے یا کسی اور پاک چیز پر گرد پڑی ہوئی ہو تو اس پر ہاتھ مار کر بھی تیمّم کیا جاسکتا ہے۔ غرض پاک صاف رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی سہولت بخشی ہے۔ خدا کے اس احسان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ہر وقت پاک صاف رہنے کی کوشش کریں۔

معانی و اشارات

ریاح خارج ہونا	:	(گوز نکلنا) ہوا خارج ہونا	آڑ	:	پردہ
شریعت	:	اسلامی قانون	متواتر	:	لگاتار، پے درپے
چھپکا مارنا	:	پانی کی مُنہ پر ڈالنے کی آواز، چھینٹا مارنا			

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) نجاستِ حکمی کی تعریف کیجیے اور مثال بھی دیجیے۔

(ب) نجاست حکمی کو نجاستِ شرعی کیوں کہتے ہیں؟

(ج) وضو کے فرائض تحریر کیجیے۔

(د) غسل کے فرائض لکھیے۔

(ہ) تیمّم کن حالتوں میں کیا جاتا ہے؟

(و) تیمّم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(ز) پاک مٹی نہ ملنے پر اور کن کن چیزوں سے تیمّم کیا جاسکتا ہے؟

۲- نیچے دی گئی دو فقہی اصطلاحوں میں سے صحیح جواب منتخب کر کے خالی جگہیں پُر کیجیے:

(الف) نجاست حکمی کو .... بھی کہتے ہیں۔ (حدث، نجاست غلیظہ)

(ب) نجاست حکمی کی وہ ہلکی قسم جس میں صرف وضو یا تیمّم کرنے سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے اُسے .... کہتے ہیں۔ (حدثِ اکبر، حدثِ اصغر)

(ج) نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت کے لیے وضو .... ہے۔ (فرض، سنت)

(د) خانۂ کعبہ کا طواف کرنے اور قرآن پاک کو چھونے کے لیے وضو .... ہے۔ (مستحب، واجب)

(ھ) غسل سے پہلے اور سوتے وقت وضو کرنا .... ہے۔ (مباح، سنت)

۳- مندرجہ ذیل میں سے کون سی چیز وضو میں سنت اور کون سی مکروہ ہے۔ یہ بتانے کے لیے اس کے سامنے (✓) کا نشان لگائیے۔

	سنت ہے	مکروہ ہے
(الف) مسواک کرنا	....	....
(ب) ترتیب کا لحاظ رکھنا	....	....
(ج) ترتیب کے خلاف وضو کرنا	....	....
(د) تین بار مسح کرنا	....	....
(ھ) وضو کرنے میں بلاوجہ دنیا کی باتیں کرنا	....	....
(و) ہر عضو کو تین بار اچھی طرح دھونا	....	....
(ز) ہاتھ پیر کی انگلیوں میں خلال کرنا	....	....
(ح) پانی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا	....	....
(ط) پانی ضرورت سے کم خرچ کرنا	....	....
(ی) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا	....	....

کچھ اور کام

۱- وضو کے بعد کی دعا اور اس کا ترجمہ یاد کرلیجیے۔

۲- اس سبق کی ضروری باتیں مثلاً وضو کے فرائض، سنتیں، مکروہات، غسل کے فرائض، تیمم کے فرائض اور غسل و تیمم کے طریقے زبانی یاد کرلیجیے اور ان کو لکھ کر اپنے درجے اور گھر میں آویزاں کیجیے۔

۱۱

نماز کی اصطلاحیں

تکبیرِ تحریمہ: نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ اس کو تکبیرِ تحریمہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے سے بہت سی جائز باتیں حرام کرلی جاتی ہیں، جیسے کھانا، پینا، بات چیت کرنا وغیرہ۔

قیام: نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد کچھ دیر سیدھا کھڑا ہونا۔

قرأت: نماز میں قرآن شریف کا کچھ حصہ پڑھنا۔

رکوع: قرأت کے بعد جھکنا۔

سجود: پیشانی اور ناک زمین پر ٹیک دینا۔

قعدہ: نماز میں التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھنا۔ تین یا چار رکعت والی نماز میں دو قعدے ہوتے ہیں۔ پہلے کو قعدۂ اولیٰ اور دوسرے کو قعدۂ اخیرہ کہتے ہیں، اور دو رکعت والی نماز میں ایک ہی قعدہ ہوتا ہے۔

تسمیع: رکوع سے اٹھتے وقت **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ** کہنا۔

تحمید: **رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ** کہنا۔

تسبیح: رکوع میں **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** اور سجدے میں **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہنا۔

تَشَہُّد: قعدہ میں التحیات پڑھنا۔

قومہ: رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔

جلسہ: پہلے سجدے سے اٹھ کر ذرا دیر اطمینان سے بیٹھنا۔
تَعَوُّذ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا۔
تَسمِیہ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔

سِرّی اور جَہری نماز

بعض نمازوں میں امام قرأت زور سے کرتے ہیں اور بعض میں آہستہ۔ جن نمازوں میں قرأت آہستہ سے ہوتی ہے وہ سِرّی نمازیں کہلاتی ہیں، جیسے ظہر اور عصر کی نمازیں اور جن میں قرأت زور سے کی جاتی ہے وہ جہری نمازیں کہلاتی ہیں، جیسے مغرب، عشا اور فجر کی نمازیں۔

تعدیلِ ارکان

نماز کے تمام ارکان کو ٹھیک ٹھیک اطمینان کے ساتھ ادا کرنا۔ قومہ میں اتنی دیر کھڑا ہونا اور جلسہ میں اتنی دیر بیٹھنا کہ تمام اعضا اپنی اپنی جگہ اطمینان سے پہنچ جائیں۔

سجدۂ سہو

سجدۂ سہو کے معنی ہیں **بھول کا سجدہ**۔ نماز میں اگر بھولے سے کوئی ایک یا ایک سے زائد واجب چھوٹ جائے یا فرض اور واجب کے ادا کرنے میں تاخیر ہوجائے یا قرأت زور سے کرنے کے وقت آہستہ کرے یا آہستہ قرأت کے موقعے پر زور سے قرأت کردے یا عید کی نماز میں تکبیریں یاد نہ رہیں، اس طرح کی صورتوں میں دو سجدے کرنے سے اس کوتاہی کی تلافی ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی فرض چھوٹ جائے یا قصداً کوئی واجب چھوڑ دیا جائے تو سجدۂ سہو سے تلافی نہ ہوگی بلکہ نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ اگر واجب ترک ہونے سے سجدہ سہو نہ کیا تب بھی بہتر یہی ہے کہ نماز دوبارہ پڑھی جائے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات[1] پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیر دے اور فوراً دو سجدے کرے۔ پھر التحیات، درود اور دُعا پڑھ کر دونوں طرف سلام

(۱) اساتذۂ کرام عملی طور پر سمجھائیں۔

پھیرے۔ حدیث میں یہ بھی ہے کہ تشہُّد ، درود اور دُعا سے فارغ ہوکراللہ اکبر کہہ کر دو سجدے کرے اور پھر دونوں طرف سلام پھیرے۔ اس لیے بعض لوگ ایسا کرتے ہیں۔ امام کے ساتھ مقتدی کے لیے بھی سجدۂ سہو میں شریک ہونا لازمی ہے چاہے مقتدی اُس واجب کے ترک میں شریک نہ ہو جس کی وجہ سے امام سجدۂ سہو کررہا ہے۔

سجدۂ تلاوت

قرآن شریف میں کچھ ایسی آیتیں ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے ایک سجدہ کرنا واجب[1] ہوجاتا ہے۔ اِس سجدے کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔ سجدے کی آیت نماز میں پڑھے یا باہر، تکبیر کہہ کر سجدہ کرے۔ پورے قرآن شریف میں پندرہ[2] آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک چودہ سجدے ہیں۔

قرأتِ فاتحہ خلف الامام

یعنی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا ۔پیارے رسولؐ نے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی بہت تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ''جو شخص سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔''اس لیے بعض حضرات امام کے پیچھے بھی سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے تو اس کا پڑھنا ضروری قرار دیتے ہیں لیکن امام کے پیچھے مقتدی کو پڑھنے سے روکتے ہیں، اس لیے کہ ان کے نزدیک امام کا پڑھنا سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوجاتا ہے۔

رَفعِ یَدَین

مونڈھوں یا کانوں تک دونوں ہاتھوں کو اٹھانا رفعِ یدین کہلاتا ہے۔ حدیث کی

---

(۱) حنفیہ اسے واجب کہتے ہیں اور اہل حدیث سنت کہتے ہیں۔

(۲) اہل حدیث پندرہ سجدے مانتے ہیں اور حنفیہ چودہ سجدے قرار دیتے ہیں اور سورۂ حج کے آخری رکوع کا سجدہ نہیں کرتے۔ شافعیہ بھی چودہ سجدے قرار دیتے ہیں اور وہ سورۂ صٓ کا سجدہ نہیں مانتے۔

کتابوں میں ہے کہ پیارے رسولؐ جب نماز شروع فرماتے ، رکوع میں جاتے یا اٹھتے تو رفع یدین فرماتے۔ اس لیے بعض حضرات رکوع میں جاتے، اٹھتے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔ یعنی مونڈھوں یا کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ لیکن بہت سے علما اس کو سنت نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اوّل اوّل تو آپؐ نے کچھ عرصے تک یہ فعل کیا لیکن پھر آپؐ کا معمول یہ تھا کہ آپ صرف تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اُٹھاتے، اس کے علاوہ نہ اٹھاتے۔

آمین بِالجُہر

یعنی زور سے آمین کہنا۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا ہے جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ مغرب، عشا اور فجر کی نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد جب امام آمین کہے تو مقتدی بھی زور سے آمین کہتے ہیں۔ یہ سنت ہے لیکن اتنی زور سے نہیں کہ شور ہونے لگے۔ اسی کو آمین بالجہر کہتے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ آمین آہستہ ہی کہنے کو سنت کہتے ہیں۔

سُترہ

نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے اس لیے نمازی کو اپنے آگے کوئی لکڑی وغیرہ کھڑی کرلینی چاہیے، اسی کو سُترہ کہتے ہیں۔ پیارے رسولؐ جب عید گاہ تشریف لے جاتے تو اپنے سامنے برچھی کھڑی کرلیتے تھے۔

معانی و اشارات

تلافی کرنا : کمی پوری کرنا

فِعل : کام

کوتاہی : کمی

ترک ہونا : چھوٹ جانا

معمول : رواج، عادت، وہ کام جو ہمیشہ لیا جائے۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) نماز شروع کرتے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے اسے تکبیر تحریمہ کیوں کہتے ہیں؟

(ب) ''قرأتِ فاتحہ خلف الامام'' کا کیا مطلب ہے؟

(ج) سجدۂ سہو کب کیا جاتا ہے؟

(د) سجدۂ سہو کا کیا طریقہ ہے؟

(ہ) ''آمین بالجہر'' کیا ہے؟

(و) 'سُترہ' کسے کہتے ہیں؟

۲- نماز کی درجِ ذیل اصطلاحوں کی تشریح کیجیے:

تعدیلِ ارکان، سجدۂ سہو، رفعِ یدین، سجدۂ تلاوت

۳- صحیح جوڑے لگایئے:

الف	ب
نماز میں قرآن شریف کا کچھ حصہ پڑھنا	قعدہ
پیشانی اور ناک زمین پر ٹیک دینا	تشہد
نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد کچھ دیر سیدھا کھڑا ہونا	سجدہ
التحیات پڑھنا	قرأت
نماز میں التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھنا	جلسہ
رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا	قومہ
قرأت کے بعد جھکنا	قیام
پہلے سجدے سے اٹھ کر ذرا دیر اطمینان سے بیٹھنا	رکوع

۴- درج ذیل معلومات صحیح ہیں یا غلط؟ (✓) کا نشان لگا کر واضح کیجیے۔

	صحیح	غلط
(۱) تین رکعت والی نماز میں ایک قعدہ ہوتا ہے۔	....	......✓......
(۲) چار رکعت والی نماز میں دو قعدے ہوتے ہیں پہلے کو قعدۂ اولیٰ اور دوسرے کو قعدۂ اخیرہ کہتے ہیں۔	....	....
(۳) جن نمازوں میں امام قرأت زور سے کرتے ہیں، انھیں سرّی نمازیں کہتے ہیں۔	....	....

۱۲

نماز کے اَذکار

پیارے رسولؐ نے فرمایا ''نماز مومنوں کی معراج ہے۔'' معراج میں اللہ تعالیٰ نے پیارے رسولؐ کو اپنے پاس بلاکر آپؐ سے باتیں کیں۔ ہم جب نماز پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوکر اس سے باتیں کرتے ہیں، اس کے سامنے اپنی ضرورتیں رکھتے ہیں اور اس سے مانگتے ہیں۔ نماز میں ہم جو کچھ پڑھتے ہیں اور جو دعائیں مانگتے ہیں ان کو نماز کے اَذکار کہتے ہیں۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ ان اذکار کا مطلب خوب اچھی طرح سمجھ لیں، تاکہ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوکر ہم جو باتیں بھی کریں سوچ سمجھ کر کریں اور اس سے بندگی اور فرماں برداری کے وعدے کریں تو اچھی طرح سوچ سمجھ کر کریں اور اس سے جو کچھ مانگیں سوچ سمجھ کر مانگیں۔

ثنا

سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمدِکَ وَتبَارَکَ اسمُکَ وَ تَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَا اِلٰـہَ غَیرُکَ۔

سُبحَانَ	کَ	اَللّٰھُمَّ	وَ	بِ	حَمدِ	
پاک و برتر، بے عیب ہے	تو، تیرا، تیرے	اے اللہ	اور	ساتھ	شکر، تعریف	
تبَارَکَ	اِسمُکَ	تعَالیٰ	جَدُّ	لَا	اِلٰـہَ	غَیرُ
خیرو برکت والا ہے	تیرا نام	بہت اونچی	بزرگی، شان	نہیں	کوئی معبود	سوا

پاک و برتر ہے تو اے اللہ! شکر و تعریف تیرے ہی لیے ہے، برکت و برتری والا ہے تیرا نام اور بہت اونچی ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔[1]

تعوّذ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

اَعُوْذُ	بِاللّٰہِ	مِنَ	الشَّیْطٰنِ	الرَّجِیْمِ
میں پناہ لیتا ہوں	اللہ کی	سے	شیطان	مردود، دھتکارا ہوا

میں پناہ لیتا ہوں اللہ کی شیطان سے جو دھتکارا ہوا ہے۔

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ	اللّٰہِ	الرَّحْمٰنِ	الرَّحِیْمِ
نام کی برکت سے	اللہ (کی)	جوش کے ساتھ بہت ہی رحم کرنے والا	برابر رحم کرنے والا

اللہ کے نام کی برکت سے جو نہایت جوش کے ساتھ رحم کرنے والا اور برابر رحم فرمانے والا ہے۔

---

(۱) بعض لوگ تکبیر تحریمہ کے بعد یہ دعا پڑھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْبَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ۔

اے اللہ! تو میرے گناہوں کو مجھ سے اتنا دور کردے جتنی دوری تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کررکھی ہے۔ اے اللہ! تو مجھے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کردے، جس طرح سفید کپڑا (دھل کر) میل کچیل سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو دھوکر صاف فرمادے، پانی سے، برف سے، اولوں سے (اور میرے دل کو پاکی، ٹھنڈک اور اطمینان عطا فرما)

سورۂ فاتحہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ
الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۝ (اٰمِیۡنَ)

اَلۡ	حَمۡدُ	لِ	رَبِّ	اَلۡعٰلَمِیۡنَ
تمام	تعریف، شکر	واسطے	پالنے والا، ساری ضرورتیں پوری کرنے والا، مالک، آقا، پروردگار	سارے جہان

مٰلِکِ	یَوۡمِ	الدِّیۡنِ	اِیَّاکَ	نَعۡبُدُ
پورے اختیارات رکھنے والا	دن	بدلہ، جزا، انصاف	تیرے ہی، تجھی سے	ہم عبادت کرتے ہیں

نَسۡتَعِیۡنُ	اِھۡدِنَا	اَلصِّرَاطَ	اَلۡمُسۡتَقِیۡمَ	اَنۡعَمۡتَ	عَلَیۡہِمۡ
ہم مدد چاہتے ہیں	ہم کو دکھا اور جما	راستہ	سیدھا سچا	تونے انعام کیا	ان پر

اَلۡمَغۡضُوۡبِ	اَلضَّآلِّیۡنَ	(اٰمِیۡنَ)
جن پر غضب نازل کیا گیا	سیدھی راہ سے گم راہ ہونے والے	ایسا ہی ہو

تمام تعریف و شکر اللہ ہی کے لیے ہے، جو پروردگار ہے سارے جہان کا جو نہایت جوش و خروش سے رحم فرماتا ہے اور برابر رحم فرماتا رہتا ہے۔ جزا کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھا سچا راستہ دکھا اور اس پر جما، ان لوگوں کا راستہ جن پر تونے انعام فرمایا۔ ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو سیدھی راہ سے بھٹک گئے ۔(خدایا! ایسا ہی ہو)۔

رکوع کی تسبیح

سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡم   پاک ہے میرا پروردگار، عظمت والا۔

رکوع سے اُٹھنے کی تسمیع

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ . اللہ نے اس کی سُن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

قومے کی تحمید

رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد اے ہمارے مالک ساری تعریف تیرے ہی لیے ہے۔

حَمْدًا[1] کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ بہت ہی زیادہ تعریف، پاکیزگی اور برکت سے بھرپور تعریف۔

سجدے کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پاک ہے میرا پروردگار سب سے اونچے مرتبے والا

جلسے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ[2] اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔

اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر، مجھے سیدھی راہ پر چلا، میری پریشانی دور کر، مجھے سلامتی دے اور مجھے روزی عطا کر۔

تشہّد

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

---

(۱) بعض لوگ قومے میں یہ کلمات نہیں پڑھتے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

(۲) بعض لوگ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت یہ کلمات پڑھتے ہیں اور بعض لوگ خاموش رہتے ہیں۔

اَلتَّحِيَّاتُ	الصَّلٰوةُ	الطَّيِّبَاتُ	اَلسَّلَامُ	عَلَيْکَ	اَيُّهَا
تمام زبانی عبادتیں	تمام بدنی عبادتیں	تمام پاکیزہ مالی عبادتیں	سلامتی و رحمت	آپؐ پر	اے

بَرَکَاتُهٗ	عَلَيْنَا	عِبَادِ	اَلصَّالِحِيْنَ	اَشْهَدُ	اِلَّا	عَبْدُ
اس کی برکتیں	ہم سب پر	بندے	نیک لوگ	میں گواہی دیتا ہوں	مگر، سوا	بندہ

تمام زبانی عبادتیں، تمام بدنی عباتیں، تمام پاکیزہ مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں نازل ہوں، اور سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے سارے ہی نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

صَلِّ	عَلٰى	اٰلِ	كَمَا	صَلَّيْتَ	اِنَّکَ
رحمت بھیج	پر	اولاد، ماننے والا	جیسا کہ	تو نے رحمت فرمائی	بے شک تو

حَمِيْدٌ	مَجِيْدٌ	بَارِکْ	بَارَكْتَ
اپنی ذات میں خوبیوں والا	بزرگی اور شان والا	برکت عطا فرما	تو نے برکت عطا فرمائی

اے اللہ! رحمت بھیج (حضرت) محمدؐ پر اور آپؐ کے ماننے والوں پر، جس طرح تو نے رحمت بھیجی (حضرت) ابراہیمؑ پر اور (حضرت) ابراہیمؑ کی آل اولاد پر۔ بے شک تو اپنی ذات میں خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکتیں نازل فرما (حضرت) محمدؐ پر اور آپؐ کے ماننے والوں پر، جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی (حضرت) ابراہیمؑ پر اور ان کی آل اولاد پر۔ بے شک تو اپنی ذات

میں بڑی خوبیوں والا اور بڑی شان والا ہے۔

درود کے بعد کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُالرَّحِیْمُ۔

نِیْ	ظَلَمْتُ	نَفْسٌ	ظُلْمًا کَثِیْرًا	لَایَغْفِرُ	الذُّنُوْبُ	اَنْتَ	فَاغْفِرْ
مجھ پر	میں نے ظلم کیا	جان	بہت ہی زیادہ ظلم	نہیں بخشتا	گناہ	تو	پس بخش دے

لِیْ	مَغْفِرَۃً	مِنْ عِنْدِکَ	وَارْحَمْ	اِنَّکَ	الْغَفُوْرُ
میری، مجھ کو	بخشش، معافی	اپنے پاس سے	اور رحم فرما	بے شک تو	بہت زیادہ معاف فرمانے والا

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، بہت ہی زیادہ ظلم، اور تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کو بخش دے، پس تو میرے گناہوں کو بخش دے، اپنی خاص بخشش سے، اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور بہت ہی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

سلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ   سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت ہو۔

دعا

نماز سے فارغ ہوکر جو دعا چاہیں مانگ سکتے ہیں، دین کی بھلائی کی ہو یا دنیا کی بھلائی کی، البتہ قرآن اور حدیث میں جو دعائیں آئی ہیں ان کا پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔ قرآن و حدیث کی دعاؤں میں بڑا اثر اور بڑی برکت ہے۔ اور دین دنیا کی کوئی بھلائی ایسی نہیں ہے جو نبیؐ نے اللہ سے نہ مانگی ہو اور جس کے مانگنے کا طریقہ نہ سکھایا ہو۔

سلام پھیرنے کے بعد تین بار ''اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ'' یعنی میں خدا کی مغفرت چاہتا

ہوں'' کہے اور پھر یہ دعا پڑھے۔ اس طرح پڑھنا مسنون ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

السَّلَامُ	مِنْکَ	یَا	ذَا	الْجَلَال	الْاِکْرَامِ
سراسر سلامتی اور سلامتی دینے والا	تیری طرف سے	اے	والا	عظمت، بزرگی	بزرگی، شرف

اے اللہ! تو ہر کمی سے سلامت ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ تو بہت ہی اونچا اور برکت والا ہے، اے عظمت اور بزرگی والے۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) نماز کے اذکار کا کیا مطلب ہے؟ اس کی کوئی دو مثالیں لکھیے۔

(ب) ''نماز مومنوں کی معراج'' کیوں ہے؟

(ج) تعوّذ، تسمیع اور رکوع کی تسبیح کے کلمات اور ان کا ترجمہ سنائیے۔

(د) 'جلسہ' کی دعا میں کیا باتیں بتائی گئی ہیں؟

(ہ) ہم درود شریف میں اللہ سے کس پر رحمت بھیجنے کی دعا کرتے ہیں؟

۲- ذیل میں دیے ہوئے کلمات کے معنیٰ لکھیے۔

اَللّٰہُ ....

اَکْبَر ....

سُبْحَانَ ....

رَبِّی ....

الْاَعْلٰی ....

کچھ اور کام

نماز کے اذکار اور ان کا ترجمہ یاد کرکے درجے میں سنائیے۔

۱۳

جماعت کی نماز

نماز باجماعت کی فضیلت

ہم پانچوں وقت کی نماز جماعت سے مسجد میں پڑھتے ہیں اور کبھی جماعت نہیں چھوڑتے۔ اللہ کا حکم ہے: ''نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھو۔'' پیارے رسولؐ نے بھی جماعت کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ خود پیارے رسولؐ نے ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھی ہے اور زندگی بھر جماعت نہیں چھوڑی۔ ایک بار آپؐ سخت بیمار تھے، مسجد تک جانے کی سکت نہیں تھی، دو آدمیوں کے سہارے مسجد پہنچے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ آپؐ نے فرمایا: ''جماعت سے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ بہتر ہے۔'' ابن اُمِّ مکتوم ایک نابینا صحابیؓ تھے، کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں تھا، مگر ان کو بھی آپؐ نے جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پیارے رسولؐ کے زمانے میں ہم سب ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھتے تھے۔ صرف وہی لوگ جماعت میں نہ آتے جو انتہائی مریض ہوتے یا کھلے منافق ہوتے۔

جماعت کی نماز میں ہمارے لیے دین دنیا کی بھلائی ہے۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا کہ آدمی کا جتنا وقت جماعت کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اُن لوگوں کو خوش خبری سنا دو، جو اندھیری راتوں میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد جاتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انھیں

روشنی بخشے گا۔ ایک دن سلیمان بن ابی حَثمہ فجر کی جماعت میں شریک نہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ ان کے گھر پوچھنے گئے۔ ان کی ماں نے کہا کہ سلیمان رات بھر نماز پڑھتے رہے اس لیے فجر کے وقت ان کی آنکھ لگ گئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر وہ رات بھر سوتے اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھتے تو یہ رات بھر نفل پڑھنے سے زیادہ بہتر تھا۔

جو لوگ اذان سن کر جماعت سے نماز نہ پڑھیں اور انھیں کوئی عذر بھی نہ ہو اُن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ پیارے رسولؐ نے ایک مرتبہ فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے، پھر کسی کو اذان کا حکم دوں، اور کسی سے کہوں کہ نماز پڑھائے، اور میں ان لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو نماز پڑھنے نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلادوں۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشا کی نماز پڑھتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کو آگ لگادیں جو جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے نہیں آتے۔

نماز باجماعت کے مسائل

اکثر لوگوں کے نزدیک جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے۔ بعض کے نزدیک سنت مؤکدّہ ہے اور بعض فرض کہتے ہیں۔ کچھ بھی ہو پیارے رسولؐ کے ان ارشادات کے بعد کون مسلمان ایسا ہوگا جو جماعت سے نماز نہ پڑھے گا اور پیارے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا۔

جماعت کا طریقہ

اگر دو آدمی بھی ہوں تب بھی جماعت بنالینا چاہیے۔ لیکن دو آدمی ہوں تو آگے پیچھے نہ کھڑے ہوں بلکہ برابر برابر کھڑے ہوں اور اگر تیسرا شخص آکر نماز میں شریک ہو تو یا تو مقتدی پیچھے ہٹ جائے یا امام آگے بڑھ جائے جیسا موقع ہو۔ جماعت میں سب سے پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی اور سب سے آخر میں عورتوں کی۔ جماعت میں صفوں کو خوب درست کرلینا چاہیے۔ خوب مل مل کر کھڑے ہونا چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کے بندو!

صفیں خوب درست کرلیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔ اور فرمایا کہ اگر صفیں ٹیڑھی ہوں گی تو تمھارے دلوں میں بھی ٹیڑھاپن پیدا ہوجائے گا۔

امامت

جماعت میں امام اس شخص کو بنانا چاہیے جو سب سے زیادہ قرآن شریف کا علم رکھتا ہو، اور قرآن شریف اچھی طرح پڑھتا ہو۔ اس کے بعد وہ، جو سنت کا علم رکھتا ہو۔ بغیر سوچ سمجھے ہر ایک کو امام بنادینا مناسب نہیں۔ امام کو سردار کہتے ہیں اور مقتدی پیچھے چلنے والے کو۔ اسی شخص کو سردار بنانا چاہیے جو سرداری کے لائق ہو۔ ہر ایک کے پیچھے چلنا کوئی عقل مندی کا کام نہیں ہے۔ نماز کی امامت بہت اہم بات ہے۔ اس لیے ایسے ہی شخص کو امام بنانا چاہیے جو دین کا علم رکھتا ہو، نیک اور متقی ہو، اچھے اخلاق والا ہو اور جسے عام طور پر لوگ اچھا سمجھتے ہوں۔ کیوں کہ جو شخص نماز میں ہمارا امام ہے، وہی دنیاوی معاملات میں بھی ہمارا سردار اور رہ نما ہے۔ پیارے رسولؐ کے بعد جب خلافت کا مسئلہ سامنے آیا تو حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور فرمایا کہ جب پیارے رسولؐ نے انھیں ہماری نماز کا امام بنایا تو پھر ہم انھیں زندگی کے ہر معاملے کا امام کیوں نہ بنائیں؟

ایسے لوگوں کو ہرگز امام نہ بنایا جائے جو جاہل ہوں، اخلاقی لحاظ سے پست ہوں، حلال حرام کی تمیز نہ رکھتے ہوں، یا جن کو امام بنانے میں لڑائی جھگڑے کا خطرہ ہو۔

امام کی ذمّے داری

امام کو چاہیے کہ وہ نماز زیادہ لمبی نہ پڑھائے۔ جماعت میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، کم زور، بوڑھے، بچے، عورتیں ان سب کا خیال کرنا چاہیے کہ کہیں یہ پریشان نہ ہوجائیں۔ پیارے رسولؐ بعض اوقات لمبی نماز پڑھانی چاہتے بھی تو کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر مختصر فرمادیتے کہ کہیں بچے کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔ آپؐ نے صحابہ کو ہدایت فرمائی کہ نماز مختصر پڑھائیں۔

معانی و اشارات

سکت : طاقت، قوت

متقی : پرہیزگار، بُری باتوں سے بچنے والا

بیعت : فرماں برداری کا وعدہ

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) نماز با جماعت کی فضیلت بیان کیجیے۔

(ب) بغیر کسی عذر کے جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں کے بارے میں پیارے رسولؐ نے کیا فرمایا ہے؟

(ج) نماز میں صفیں خوب درست کرنے کی تاکید کیوں کی گئی ہے؟

(د) امام کیسے شخص کو بنانا چاہیے؟

(ہ) آپؐ نے صحابہؓ کو نماز مختصر پڑھانے کی ہدایت کیوں فرمائی؟

۲- خالی جگہ پُر کیجیے

(الف) رسولؐ کے زمانے میں وہی لوگ نماز باجماعت میں نہ آتے تھے جو انتہائی .... یا کھلے .... ہوتے۔

(ب) جماعت کی نماز میں ہمارے لیے دین دنیا کی .... ہے۔

(ج) جو لوگ اندھیری راتوں میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد جاتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انھیں .... بخشے گا۔

(د) ایسے لوگوں کو ہرگز .... نہ بنایا جائے جو جاہل اور اخلاقی لحاظ سے پست ہوں۔

۳- درج ذیل معلومات میں صحیح یا غلط کی (✓) نشان لگا کر بتائیے۔

	صحیح	غلط
(الف) ابن اُمِّ مکتوم ایک نابینا صحابیؓ تھے۔ آپ نے ان کو تنہا نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی۔		✓
(ب) جماعت سے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ بہتر ہے۔		
(ج) آدمی کا جتنا وقت جماعت کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب عبادت میں شمار ہوتا ہے۔		
(د) اگر صرف دو آدمیوں کی جماعت بنانی ہو تو برابر برابر کھڑے ہونا چاہیے۔		
(ہ) جماعت میں سب سے پہلے مردوں کی صف ہو پھر عورتوں کی اور سب سے آخر میں بچوں کی۔		

۱۴

مقتدی کے احکام

امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے کو مقتدی کہتے ہیں۔ مقتدی کی قسموں اور مقتدی کے احکام کو ہمیں اچھی طرح یاد کرلینا چاہیئے، تاکہ نماز میں کوئی خرابی نہ ہو، اور ہم اللہ کی عبادت صحیح صحیح کرسکیں۔

امام کی اتّباع

مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے سارے ہی ارکان میں امام کی اتباع کرے۔ اتباع کا مطلب یہ ہے کہ جو جو امام کرے وہی مقتدی بھی کرتا رہے، نہ تو کوئی رکن امام سے پہلے ادا کرے اور نہ بلاوجہ تاخیر کرے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص امام سے پہلے سجدے سے سراٹھاتا ہے قیامت کے دن اس کا سر گدھے کی طرح ہوگا۔ توبہ! توبہ! صحیح بات یہی ہے کہ جب ہم نے امام کو اپنا سردار بنالیا تو پھر ہر اس بات میں اس کی اتباع کرنی چاہیے جس میں شریعت نے اتباع کا حکم دیا ہے، اس لیے کہ اتباع کے بغیر پھر جماعت کا مطلب ہی کیا ہوگا؟ جماعت کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ مقتدی امام کی اتباع میں نماز پڑھے اور وہی کرے جو امام کررہا ہو۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مقتدی بعض اذکار نہ پڑھ سکے تب بھی اذکار ادھورے چھوڑ کر امام کی اتباع کرے۔ جیسے رکوع اور سجود میں مقتدی تین بار بھی تسبیح نہ پڑھنے پایا تھا کہ امام رکوع یا سجدے سے اٹھ گیا تو مقتدی کو بھی ساتھ ہی اٹھ جانا چاہیے۔ البتہ اگر امام قعدۂ اولیٰ میں

التحیات پڑھ کر اٹھ جائے یا قعدۂ اخیرہ میں سلام پھیر دے اور مقتدی کی التحیات پوری نہ ہوئی ہو، تو مقتدی کو چاہیے کہ التحیات پوری کرکے اٹھے یا سلام پھیرے۔

رہیں وہ باتیں جن میں امام اور مقتدی کے درمیان مسلک کا اختلاف ہو، ان میں اتباع ضروری نہیں۔ مثلاً امام کندھوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہتا ہے اور مقتدی کان کی لو تک اٹھانا صحیح سمجھتا ہے، یا امام سینے پر ہاتھ رکھتا ہے اور مقتدی ناف پر ہاتھ رکھنا صحیح سمجھتا ہے، یا وتر کی جماعت میں امام ایک دعائے قنوت پڑھتا ہے اور مقتدی کوئی دوسری دعائے قنوت پڑھتا ہے، یا امام رفع یدین کا قائل نہیں ہے اور مقتدی رفع یدَین کرتا ہے تو اس طرح کی تمام باتوں میں اتباع نہ کرنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

امام اور مقتدی کے مسائل:

اگر مقتدی سے نماز میں کوئی بھول چوک ہوجائے، اور سجدۂ سہو بھی لازم آجائے تب بھی مقتدی سجدۂ سہو نہ کرے اور نہ نماز دہرائے، اس کی نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ ہاں اگر کوئی فرض چھوٹ جائے مثلاً رکوع رہ گیا یا ایک ہی سجدہ کیا تو ایسی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

اگر امام کی نماز میں کوئی خرابی آجائے تو سارے مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی، مثلاً امام کا کوئی رکن چھوٹ گیا لیکن مقتدیوں سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی تب بھی مقتدیوں کو امام کے ساتھ نماز دہرانی ہوگی۔ یا امام پر سجدۂ سہو لازم ہو اور وہ سجدۂ سہو کرنا بھول گیا تو چاہے مقتدیوں سے کوئی ایسی کوتاہی نہ ہوئی ہو جس سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے، تب بھی مقتدیوں کو امام کے ساتھ نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

مقتدی کی قِسمیں:

مقتدی تین قِسم کے ہوتے ہیں (۱) مُدرِک (۲) مسبوق (۳) لاحِق۔ ان تینوں کے کچھ الگ الگ مسائل ہیں جن کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

مُدرِک:

وہ نمازی جو شروع سے آخر تک امام کے پیچھے نماز میں شریک رہا ہو، اس کو مقتدی اور مُؤتَم بھی کہتے ہیں۔

مسبوق:

وہ نمازی جو ایک یا ایک سے زائد رکعات ہوجانے کے بعد جماعت میں شریک ہوا ہو۔

لاحق

وہ نمازی جو جماعت میں شروع سے شریک رہا ہو لیکن درمیان میں سونے یا وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ رہ سکا ہو اور اس کی ایک یا ایک سے زائد یا سبھی رکعتیں چھوٹ گئی ہو۔

مسبوق کے مسائل:

مدرِک کا بیان اوپر آچکا ہے۔ مسبوق جس رکعت میں بھی آکر امام کے ساتھ شامل ہوا ہو، اس کے نماز ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وہ باقی نماز امام کے ساتھ پوری کرے جب امام سلام پھیر لے تو یہ سلام پھیرے بغیر اٹھ کھڑا ہو، اور اپنی چھوٹی ہوئی نماز ادا کرے۔ مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز اس طرح ادا کرے جیسے وہ تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں ادا کرتا۔ یعنی قرأت بھی کرے اور اگر کوئی سہو ہوجائے تو سجدۂ سہو بھی کرے۔ مثلاً ظہر کی نماز میں کسی کی ایک رکعت چھوٹ گئی۔ تو وہ پہلے تین رکعتیں امام کے ساتھ پوری کرے پھر جب امام سلام پھیرلے تو یہ اٹھ کھڑا ہو اور اپنی چھوٹی ہوئی پہلی رکعت پہلی رکعت کی طرح ادا کرے، یعنی ثنا، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ پڑھ کر سورت ملائے، اور قعدۂ اخیرہ کرکے سلام پھیر دے۔

اور اگر چار رکعت والی نماز میں دو رکعتیں چھوٹ گئی ہوں تو دو رکعتیں امام کے ساتھ ادا کرنے کے بعد اپنی پہلی دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ اٹھنے کے بعد پہلی

رکعت میں ثنا، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ پڑھ کر سورت ملائے اور دوسری میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے، اور نماز پوری کر کے سلام پھیردے۔ اگر کسی کی تین رکعات چھوٹ گئی ہوں تو وہ ایک رکعت امام کے پیچھے ادا کرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہو اور ثنا، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت ملاکر اپنی پہلی رکعت پڑھے، لیکن اس رکعت کے بعد قعدۂ اولیٰ بھی کرے، کیوں کہ اس کو ایک رکعت امام کے ساتھ مل چکی ہے اور اس طرح یہ اس کی دوسری رکعت ہے۔ اب قعدۂ اولیٰ سے اٹھ کر ایک رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت بھی ملائے اور آخری رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر قعدۂ اخیرہ کرے اور اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیر دے۔

امام جب نماز پوری کر کے سلام پھیردے تو مسبوق سلام نہ پھیرے، بلکہ اٹھ کر اپنی نماز پوری کرے۔ لیکن اگر بھولے سے اس نے بھی سلام پھیر دیا اور بعد میں یاد آیا تو اطمینان کے ساتھ کھڑے ہوکر اپنی نماز پوری کرے۔ اگر ایک طرف سلام پھیر کر اٹھ کھڑا ہوا تھا تو سجدۂ سہو کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اور اگر دونوں طرف سلام پھیر کر کچھ دیر بعد یاد آیا اور پھر کھڑے ہوکر اس نے اپنی نماز پوری کی تو اس صورت میں اس کو سجدۂ سہو بھی کرنا چاہیے۔ اگر نماز کے بعد بات چیت میں بھی مشغول ہوگیا پھر کسی نے یاد دلایا یا خود یاد آ گیا کہ کچھ نماز چھوٹ گئی ہے تو اب بقیہ نماز پڑھنے کے بجائے اُسے پوری نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

لاحق کے مسائل:

لاحق کی جو رکعتیں امام کے ساتھ ادا کرنے سے رہ گئی ہیں پہلے وہ انھیں یعنی اپنی چھوٹی ہوئی نماز ادا کرے، اور ان رکعتوں میں وہ اپنے کو مقتدی سمجھے یعنی ان رکعتوں میں قرأت نہ کرے اور اگر سہو ہوجائے تو سجدۂ سہو بھی نہ کرے۔ پھر جب چھوٹی ہوئی نماز پوری کر چکے تو جماعت میں شامل ہوجائے اگر امام فارغ نہ ہوا ہو۔ لیکن اگر امام جماعت پڑھا کر فارغ ہو چکا ہو تو علاحدہ اپنی بقیہ نماز بھی پوری کرے۔

مثلاً ایک شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ اب اس نے کسی سے بات چیت کیے بغیر جا کر وضو کیا۔ آنے جانے اور وضو کرنے میں ایک رکعت اور بھی ہوگئی تو اب لاحق الگ کھڑے ہوکر پہلے اپنی چھوٹی ہوئی ایک رکعت ادا کرے گا۔ اور اس رکعت میں وہ خود کو مقتدی تصور کرے گا اور اگر اس دوران میں امام جماعت سے فارغ ہوگیا تو لاحق اپنی بقیہ رکعتیں بھی علاحدہ پوری کرے گا۔

معانی و اشارات

مسلک : راستہ، طریقہ

قائل : تسلیم کرلینے والا، مان لینے والا

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) امام کی اتباع کا کیا مطلب ہے؟

(ب) کس صورت میں مقتدی کے لیے امام کی اتباع ضروری نہیں ہے؟

(ج) مدرک، مسبوق اور لاحق کی تعریف کیجیے۔

(د) مسبوق کے نماز ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(ہ) نمازِ باجماعت ادا کرنے کے درمیان کسی کا وضو ٹوٹ گیا ہو تو اُسے کیا کرنا چاہیے؟

۲- درج ذیل معلومات صحیح ہیں یا غلط؟ ''ہاں'' یا ''نہیں'' میں جواب دیجیے۔

سوال	ہاں	نہیں
(الف) وتر کی جماعت میں امام ایک دعائے قنوت پڑھتا ہے اور مقتدی کوئی دوسری دعائے قنوت پڑھتا ہے تو کیا اس میں امام کی اتباع نہ کرنے سے نماز میں کوئی خرابی آئے گی؟		
(ب) اگر مقتدی بعض اذکار نہ پڑھ سکے تو کیا تب بھی وہ اذکار ادھورے چھوڑ کر امام کی اتباع کرے گا؟		
(ج) مسبوق اپنی نماز پوری کرنے سے پہلے بھولے سے ایک طرف سلام پھیر کر اٹھ کھڑا ہوا تو کیا وہ سجدہ سہو کرے گا؟		

۳- درج ذیل صورتوں میں کیا حکم ہے؟ مختصر تحریر کیجیے۔

(الف) مقتدی رکوع میں تین بار تسبیح نہ پڑھ سکا اور امام رکوع سے اُٹھ گیا تو ______________

(ب) امام اگر قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر اٹھ جائے یا قعدۂ اخیرہ میں سلام پھیر دے اور مقتدی کی التحیات پوری نہ ہوئی تو ______________

(ج) اگر جماعت سے نماز پڑھتے ہوئے مقتدی سے کوئی بھول چوک ہوجائے تو ______________

(د) ظہر کی نماز جماعت سے ادا کرتے ہوئے کسی آدمی کی تین رکعات چھوٹ گئی ہوں تو ______________

(ہ) آپ مغرب کی نماز میں شریک ہوئے اور آپ نے امام صاحب کے ساتھ صرف آخری رکعت پائی تو ______________

(و) اگر مسبوق بھولے سے دونوں طرف سلام پھیر دے تو ______________

۴- قوسین میں سے صحیح جواب چن کر خالی جگہیں پُر کیجیے۔

(الف) امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے کو .... کہتے ہیں۔ (مؤذن، متقی، مقتدی)

(ب) .... کو مقتدی اور مؤتم بھی کہتے ہیں۔ (مسبوق، مدرک، لاحق)

(ج) جو شخص امام سے پہلے سجدے سے سر اٹھاتا ہے، قیامت کے دن اس کا سر.......... کی طرح ہوگا۔ (بندر، گھوڑے، گدھے)

(د) امام سینے پر ہاتھ رکھتا ہے اور مقتدی ناف پر ہاتھ رکھنا صحیح سمجھتا ہے اس صورت میں امام کی اتباع نہ کرنے سے .... (نماز نہ ہوگی، نماز ہوجائے گی، نماز میں کمی رہ جائے گی)

۱۵

نمازِ وِتر

پیارے رسول ﷺ نے نمازِ وتر کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''جو شخص وتر کی نماز نہ پڑھے وہ میرا پیرو نہیں۔'' پیارے رسولؐ کے پیارے ساتھی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ''میرے دوست نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں سونے سے پہلے نمازِ وتر ضرور پڑھ لیا کروں۔''

نمازِ وتر کا حکم

حَنفِیَّہ کے نزدیک نماز وتر واجب ہے۔ واجب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا لیکن اس کا پڑھنا فرض نمازوں کی طرح ضروری ہے اور اگر کبھی کسی وجہ سے رہ جائے تو فرض نمازوں کی طرح اس کی قضا پڑھنی چاہیے۔

بعض لوگوں کے نزدیک نمازِ وتر سنت مؤکدہ ہے۔

اس نماز کو وتر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں طاق رکعتیں[1] پڑھی جاتی ہیں۔

نمازِ وتر کا وقت

نمازِ وتر کا وقت عشا کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ بہتر تو یہی ہے کہ

---

(۱) اس بارے میں تو سب کا اتفاق ہے کہ پیارے رسولؐ نے وتر میں طاق رکعتیں پڑھی ہیں۔ البتہ اِس میں اختلاف ہے کہ وتر کی ایک رکعت ہے یا تین یا پانچ یا سات ہیں۔ اساتذہ سے مختلف مسلک معلوم کریں۔

نماز وتر پچھلی رات میں اٹھ کر پڑھی جائے۔ لیکن اگر یہ اندیشہ ہو کہ پچھلی رات کو آنکھ نہ کھلے گی اور وتر رہ جائے گی تو عشا کی نماز کے بعد فوراً پڑھ لینی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ بے پروائی میں چھوٹ جائے اور پھر قضا پڑھنی پڑے۔

زیادہ تر لوگ وتر کی تین رکعتیں پڑھتے ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ وہی ہے جو فرض نمازوں کا ہے، بس فرق یہ ہے کہ فرض نمازوں میں تو صرف دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملاتے ہیں اور وتر کی تینوں رکعتوں میں ملاتے ہیں۔ تیسری رکعت میں سورت پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہتے ہیں اور دعائے قنوت[1] پڑھتے ہیں۔ پیارے رسولؐ نے کئی دعائیں پڑھی ہیں۔

دعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَ نَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھی سے بخشش مانگتے ہیں۔ اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسا کرتے ہیں اور تیری اچھی تعریفیں کرتے ہیں۔ ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں، ناشکری نہیں کرتے، اور جو تیری ناشکری اور نافرمانی کرے اس کو چھوڑ دیتے ہیں اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ اے اللہ! ہم تیری بندگی کرتے ہیں اور تیرے لیے ہی ہم نماز پڑھتے ہیں اور تجھی کو سجدہ کرتے ہیں، اور تیری ہی طرف لپکتے ہیں تیرا حکم بجالانے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ تیری رحمت کے امیدوار رہتے ہیں، تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو مل کر رہے گا۔

---

(۱) بعض لوگ دعائے قنوت رکوع سے اٹھنے کے بعد پڑھتے ہیں۔

پیارے رسولؐ کے نواسے حضرت حَسَنؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ کے رسولؐ نے وتر میں پڑھنے کے لیے یہ دعا سکھائی تھی اس لیے بعض لوگ یہ دعا پڑھتے ہیں(۱):

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَایُقْضیٰ عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَایَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ و صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

اے اللہ تو مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جن کو تونے ہدایت دی اور مجھے ہر طرح کے عذاب اور مصیبت سے بچا کر ان لوگوں میں شامل فرما جن کو تونے عافیت بخشی اور میری سرپرستی فرما کر ان لوگوں میں شامل فرما جن کی تونے سرپرستی فرمائی اور جو کچھ تونے مجھے دیا ہے اس میں مجھے برکت دے اور مجھے ان تمام برائیوں سے بچالے جن کا آنا تونے طے فرمایا ہے کیوں کہ طے کرنے کا حق تجھی کو ہے۔ تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ بلاشبہ وہ شخص کبھی ذلیل نہیں ہوسکتا جس کو تونے اپنی سرپرستی میں لیا ہے اور وہ شخص کبھی عزّت نہیں پاسکتا جس سے تو نگاہ پھیرلے۔ تو بہت بزرگی والا ہے اے ہمارے پروردگار اور بہت بلند و برتر ہے اور درود وسلام ہو پیارے نبیؐ پر اور ان کی آل اولاد پر۔

حدیث کی کتابوں میں اس کے علاوہ بھی ایک دعا لکھی ہے۔

پیارے رسولؐ عام طور پر وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ ''الاعلیٰ'' اور دوسری میں سورۂ ''الکافرون'' اور تیسری میں سورۂ ''الاخلاص'' پڑھتے تھے۔ اس لیے اسی کے مطابق پڑھنا بہت بہتر ہے، لیکن ضروری نہیں۔ ہمیں جو سورتیں یاد ہوں اور جو پڑھنا چاہیں، پڑھ سکتے ہیں۔

---

(۱) اچھا تو یہ ہے کہ دونوں ہی دعائیں پڑھ لی جائیں۔

معانی و اشارات

وصیت : نصیحت

حَنفِیّہ : حضرت امام ابوحنیفہؒ کی پیروی کرنے والے

سرپرستی : نگرانی

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) نماز وتر کو وتر کیوں کہتے ہیں؟

(ب) نماز وتر کا وقت کب سے کب تک ہے؟

(ج) نماز وتر کا کب ادا کرنا بہتر ہے؟

(د) فرض نمازوں اور وتر کی نماز میں کیا فرق ہے؟

(ہ) نمازِ وتر میں کن سورتوں کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے؟

۲- درج ذیل عربی الفاظ کے معنی لکھیے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَستَعِینُکَ ______________________

وَنَستَغفِرُکَ ______________________

وَنُؤمِنُ بِکَ ______________________

وَنَتَوَکَّلُ عَلَیکَ ______________________

وَنَشکُرُکَ ______________________

وَلَا نَکفُرُکَ ______________________

۳- دعا اور اس کے ترجمے میں کون سا ترجمہ کس جملے کا ہے؟ مناسب جوڑ لگا کر واضح کیجیے:

دعا	ترجمہ
اَللّٰھُمَّ اھدِنِی فِیمَن ھَدَیتَ	اور مجھے ہر طرح کے عذاب اور مصیبت سے بچا کر ان لوگوں میں شامل فرما جن کو تو نے عافیت بخشی
وَعَافِنِی فِیمَن عَافَیتَ	اور مجھے ان تمام برائیوں سے بچالے جن کا آنا تو نے طے فرمادیا
وَتَوَلَّنِی فِیمَن تَوَلَّیتَ	اور میری سرپرستی فرما کر ان لوگوں میں شامل فرما جن کی تو نے سرپرستی فرمائی۔

وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ	اے اللہ! تو مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جن کو تونے ہدایت دی۔
وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ	اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت دے۔

۴- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- آپؐ نے فرمایا: ''جوشخص وتر کی نماز نہ پڑھے وہ میرا ....نہیں۔

۲- آپؐ نے اپنے دوست کو تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ سونے سے پہلے ....ضرور پڑھ لیا کریں۔

۳- نمازِ وتر کسی وجہ سے رہ جائے تو فرض نمازوں کی طرح اس کی ....پڑھنی چاہیے۔

۴- حَنفیہ کے نزدیک نمازِ وتر .... ہے۔

۵- نمازِ وتر کی تیسری رکعت میں سورت پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھاکر تکبیر کہتے ہیں اور .... پڑھتے ہیں۔

کچھ اور کام

دعائے قنوت ترجمے کے ساتھ یاد کرکے درجے میں سنایئے۔

۱۶

روزہ

رمضانِ مبارک کے روزے مسلمانوں پر فرض ہیں۔ جو اس کا اِنکار کرے وہ مسلمان ہی نہیں اور جو بلاوجہ روزہ نہ رکھے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ رمضان شریف بہت برکت والا مہینہ ہے، اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لیے اپنی پسندیدہ کتاب پیارے رسولؐ پر اتاری۔ رمضان کی جس مبارک رات میں قرآن شریف اترنا شروع ہوا اس کو ''لیلۃ القدر'' کہتے ہیں۔ یہ رات اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ رمضان کے مہینے میں ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستّر فرضوں کے برابر ہے اور نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرضوں کے برابر ہے۔ پیارے رسولؐ اس مہینے میں روزے رکھتے، رات کو عبادت کرتے، قرآن شریف پڑھتے، تراویح پڑھتے، غریبوں محتاجوں کے ساتھ سلوک کرتے، صدقہ اور خیرات کرتے اور زیادہ سے زیادہ بھلائی کے کام کرتے۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''جو شخص رمضان کا مہینہ پاکر بھی اپنے گناہ نہ بخشوالے وہ بڑا بدنصیب ہے۔'' اور فرمایا: ''اگر کوئی شخص بلاوجہ رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو پھر عمر بھر کے روزے بھی اس کی برابری نہیں کرسکتے۔''

روزہ کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے لیے صبحِ صادق سے سورج ڈوبنے تک کھانا پینا چھوڑنے اور بے شرمی کی باتوں سے بچنے کو روزہ کہتے ہیں۔ روزہ بہت اہم عبادت ہے، اسلام کی

عمارت کا رُکن (ستون) ہے۔ روزے کا انکار کرکے نہ کوئی اسلام کی عمارت کو قائم رکھ سکتا ہے اور نہ مسلمان ہی رہ سکتا ہے۔

روزے کے فائدے

روزے سے ہمیں بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ روزے کے ذریعے سے ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، صبر پیدا ہوتا ہے، برائیوں سے بچنے اور نیکیاں کمانے کی قوت پیدا ہوتی ہے اور آخرت میں بہت بڑا اجر ملتا ہے۔

صبر

روزہ رکھ کر ہم اپنی خواہشات کو دباتے ہیں، بھوکے پیاسے رہ کر نیکی پر جمتے ہیں، اللہ کے لیے تکلیفیں برداشت کرنے کی عادت ڈالتے ہیں، تاکہ ہر حال میں ہم اللہ کی راہ میں جمے رہیں اور مشکلات کو دیکھ کر نہ گھبرائیں۔

برائیوں سے بچنا

روزہ ہمیں تمام برائیوں سے بچاتا ہے۔ روزہ رکھ کر ہم جھوٹ نہیں بولتے، لڑائی جھگڑا نہیں کرتے، کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے، کسی کی چغلی نہیں کھاتے، پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہیں کرتے، کسی کا حق نہیں مارتے، چوری نہیں کرتے۔ برائی کے قریب تو ہم ویسے بھی نہیں بھٹکتے لیکن روزہ رکھ کر تو پوری طرح چوکنّے رہتے ہیں اور اگر کوئی الجھانا چاہے بھی تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ بھائی ہم روزے سے ہیں، ہم کوئی بری بات نہیں کر سکتے۔ اسی لیے تو پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔'' ہم اللہ کے لیے کھانا پینا تو چھوڑ دیں لیکن بری باتیں نہ چھوڑیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے کیسے خوش ہوگا؟

نیکیاں کمانا

روزہ رکھ کر ہمارے اندر نیکیاں کمانے کا شوق پیدا ہوتا ہے ہم زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے ہیں، قرآن شریف پڑھتے ہیں، غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتے ہیں،

زیادہ سے زیادہ صدقہ اور خیرات کرتے ہیں اور جہاں تک بن پڑتا ہے ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''ہر گھر کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے۔''

روزے کا اجر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: '' ہر نیکی کا اجر دس گنے سے سات سو گنے تک ہوتا ہے لیکن روزہ خاص میرے لیے ہے اس لیے میں جتنا چاہوں گا اس کا اجر دوں گا۔'' پیارے رسولؐ نے فرمایا۔ ''جن کا روزہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا وہ جنت میں اس دروازے سے داخل ہوں گے جس کا نام ریّان ہے۔'' آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے: ''جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا۔'' اور یہ بھی فرمایا: '' قیامت کے دن روزہ سفارش کرے گا اے پروردگار! اس شخص نے میری وجہ سے کھانا پینا چھوڑا اور برائیوں سے بچا، اے اللہ تو اسے بخش دے۔''

روزے کی نیت

روزے کے لیے نیت کرنی بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر نیت کیے بھوکا پیاسا رہا تو اس کا روزہ نہ ہوگا۔ زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں، دل سے نیت کرنا کافی ہے۔ اگر زبان سے بھی کرلے تو بہتر ہے۔ نیت رات ہی کو کرلینی چاہیے، اگر بھول جائے تو دوپہر سے پہلے پہلے کرلے۔

سحری

صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت سے جو کچھ کھایا جاتا ہے اسے سحری کہتے ہیں۔ سحری کھانا سنت ہے اور اس کا بہت ثواب ہے۔ اگر کھانے کی خواہش بالکل نہ ہو تو دو چار گھونٹ پانی ہی پی لے تاکہ سحری کی سنّت کا ثواب مل جائے۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''سحری کھالیا کرو اس لیے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔'' سحری دیر کرکے کھانا چاہیے، یہ نہیں کہ آدھی رات سے کھاپی کے بیٹھ رہیں۔ بس صبح صادق سے ذرا

پہلے فارغ ہوجائیں۔ اگر کوئی سوتا رہ جائے اور سحری نہ کھاسکے تب بھی روزہ ضرور رکھے۔ سحری نہ کھانے کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اِفطار

سورج ڈوبتے ہی روزہ کھولنے کے لیے کچھ کھانا پینا ''اِفطار'' کہلاتا ہے۔ اِفطار سورج ڈوبتے ہی کرلینا چاہیے۔ بلاوجہ اندھیرے کا انتظار کرنا صحیح نہیں۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان اس وقت تک اچھی حالت میں رہیں گے جب تک اِفطار میں جلدی کریں گے۔''

اِفطار کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

اے اللہ میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیری ہی دی ہوئی روزی سے روزہ کھولا۔

روزہ کھول کر یہ دعا بھی پڑھ لیں۔

ذَھَبَ الظَّمأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ

پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں اور اجر مل کر رہے گا، اگر اللہ نے چاہا۔

تراویح کی نماز

تراویح کی نماز سنتِ مؤکّدہ ہے، پیارے رسولؐ نے خود بھی تراویح کی نماز پڑھی ہے اور پڑھنے کا حکم بھی دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''رمضان کی راتوں میں جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے عبادت کرے اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا'' حضورؐ کے پیچھے تراویح پڑھنے والوں کی اتنی کثرت ہوتی کہ مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی۔ ہم پابندی سے رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھتے ہیں۔ بھلا اتنی اہم نماز ہم کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟

تراویح کا وقت

تراویح کا وقت عشا کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

تراویح کی رکعتیں

پیارے رسول ﷺ نے تراویح کی آٹھ[1] رکعات بھی پڑھی ہیں اور اس سے زیادہ دس، سولہ اور بیس بھی۔ شروع میں چند دن جماعت سے پڑھی پھر لوگوں کا شوق اور کثرت دیکھ کر جماعت سے پڑھنا چھوڑ دی اور فرمایا مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پر تراویح کی نماز فرض نہ ہو جائے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں تراویح کی جماعت قائم فرمائی اور اُبی بن کعبؓ کو امام مقرر فرمایا اور بیس رکعت پڑھنا بھی طے فرمایا۔ پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں بھی اسی پر عمل رہا۔ اس لیے بہت سے لوگ اسی کو سنت قرار دیتے ہیں۔ جو لوگ تراویح جماعت سے پڑھتے ہیں انھیں وتر بھی جماعت سے پڑھنا چاہیے۔ تراویح میں ہر چوتھی رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کرنا چاہیے۔

تراویح میں ختم قرآن

پیارے رسولؐ ہر سال رمضان میں حضرت جبریلؑ کو پورا قرآن سنا دیا کرتے تھے بلکہ آخری سال تو آپ نے دو مرتبہ قرآن سنایا۔ حضرت عمرؓ تراویح میں پورا قرآن پڑھنے کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ بعض حضرات تراویح میں جماعت سے پورا قرآن ترتیب وار پڑھنے کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں، اور اس کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ آج کل تو واقعی اس کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے تاکہ لوگوں میں قرآن سننے اور پڑھنے کا شوق پیدا ہو اور دین سے تعلق بڑھے۔ قرآن شریف خوب ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے تھوڑا تھوڑا پڑھنا چاہیے۔ ایک رات میں پورا قرآن پڑھنا گناہ ہے۔ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تین دن سے کم میں قرآن ختم کرتا ہے وہ کچھ نہیں سمجھتا۔'' آپؐ نے حکم

---

(۱) بعض حضرات آٹھ رکعت پڑھتے ہیں اور بعض بیس رکعت پڑھتے ہیں۔ اساتذہ طلبہ کے مسلک کے مطابق عملی تفصیلات بتائیں اور بتائیں کہ اختلاف کی بنیاد دراصل سنت سے انتہائی محبت اور اہتمام ہے۔

دیا کہ کم از کم سات دن میں قرآن شریف ختم کیا کرو۔

اِعتکاف

رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں سب سے الگ ہوکر مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ پیارے رسولؐ پابندی سے اعتکاف فرماتے تھے۔ ایک سال رہ گیا تو آپ نے قضا فرمائی۔ قرآن شریف میں بھی اعتکاف کا ذکر ہے اور حدیث میں بھی اس کی فضیلت آئی ہے۔ بستی اور محلے میں کچھ لوگوں کو تو ضرور ہی اعتکاف میں بیٹھنا چاہیے۔

بیس تاریخ کو عصر[1] کی نماز کے بعد اعتکاف میں بیٹھ جانا چاہیے اور جب عید کا چاند نظر آئے تو مسجد سے باہر آنا چاہیے۔ اعتکاف کرنے والے کو روزہ[2] رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر روزہ ٹوٹ گیا تو اعتکاف بھی ختم ہوجائے گا۔ مَردوں کو اعتکاف مسجد میں کرنا چاہیے اس کے لیے پاک ہونا، اور نیت کرنا بھی ضروری ہے۔ اعتکاف کے دنوں میں بلاضرورت مسجد سے باہر نہ نکلنا چاہیے۔ بس پیشاب پاخانہ وغیرہ کے لیے نکل سکتا ہے۔

اعتکاف میں قرآن شریف کی تلاوت، دینی کتابوں کا مطالعہ، نفل نمازیں اور ذکر وغیرہ کرنا چاہیے۔

لیلۃ القدر

رمضان کے آخری دس دنوں میں جو طاق راتیں ہیں ان میں ایک رات بڑی برکت والی ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے اس کا خاکہ اسی رات کو تیار ہوتا ہے۔ جو شخص اس مبارک رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر ہوتی ہے۔

صدقۂ فِطر

رمضان میں تو یوں بھی عام مہینوں کے مقابلے میں مسلمان صدقہ و خیرات کا

---

(۱) بعض لوگ صبح کی نماز کے بعد اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ (۲) بعض لوگ روزہ کو اعتکاف کے لیے شرط نہیں مانتے۔

زیادہ اہتمام کرتے ہیں، اس لیے کہ اس مہینے میں پیارے نبیؐ کی سخاوت اور بخشش بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ اور آپؐ نے مسلمانوں کو حکم بھی دیا ہے کہ یہ مہینہ خصوصیت کے ساتھ غریبوں اور فقیروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کا مہینہ ہے۔ اس عام صدقے کے علاوہ پیارے رسولؐ نے اس مہینے میں ایک اور صدقہ مسلمانوں کے لیے ضروری قرار دیا ہے، جس کو **صدقۂ فطر** کہتے ہیں۔ صدقۂ فطر ہم اس لیے ادا کرتے ہیں کہ روزوں میں ہم سے جو چھوٹی موٹی غلطیاں ہوگئی ہوں، ان کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے اور یہ صدقہ ان کا کفارہ بن جائے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے غریب بھائی بھی ہمارے ساتھ عید کی خوشی میں شریک ہوں اور بال بچّوں کے لیے عید کا سامان لے لیں۔ صدقۂ فطر میں ہم غلہ بھی دیتے ہیں اور رقم بھی، جس میں غریبوں کا فائدہ دیکھتے ہیں وہی دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

معانی و اشارات

سخاوت : بخشش، فیاضی

ڈھال : جس پر تیر و تلوار کے وار کو روکا جاتا ہے

باغی : نافرمان

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) روزے کی کیا اہمیت ہے؟

(ب) روزے کے چند فائدے لکھیے۔

(ج) اللہ تعالیٰ روزہ رکھنے پر کیا اجر عطا فرمائے گا؟

(د) روزہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کیا سفارش کرے گا؟

(ہ) پیارے نبیؐ نے جماعت سے تراویح کی نماز پڑھنا کیوں چھوڑ دی؟

(و) اعتکاف کی مدت کب سے کب تک ہے؟

(ز) قرآن کریم کو خوب ٹھہر ٹھہر کر تھوڑا تھوڑا کیوں پڑھنا چاہیے؟

(ح) صدقۂ فطر کیوں ادا کیا جاتا ہے؟

(ط) روزہ ہمیں کس طرح برائیوں سے بچاتا ہے؟

۲- درج ذیل کی تعریف لکھیے:

روزہ، سحری، افطار، اعتکاف، لیلۃُ القدر، صدقۂ فطر

۳- صحیح اور غلط کی نشان دہی کیجیے:

		صحیح	غلط
۱-	بغیر کسی وجہ کے جو روزہ نہ رکھے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔	( )	( )
۲-	قرآن کریم جس مبارک رات میں اترا اس کو شب برأت کہتے ہیں۔	( )	( )
۳-	ہر گھر کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ زکوٰۃ ہے۔	( )	( )
۴-	حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں بیس رکعت تراویح جماعت سے پڑھنا طے فرمایا۔	( )	( )
۵-	تراویح میں ہر چوتھی رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کرنا چاہیے۔	( )	( )
۶-	اعتکاف کے دنوں میں بلاضرورت بھی مسجد سے باہر نکل سکتے ہیں۔	( )	( )
۷-	روزے کے ٹوٹ جانے سے اعتکاف ختم نہیں ہوگا۔	( )	( )

۴- درج ذیل دعاؤں کا ترجمہ لکھیے:

(الف) اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ ________________

وَعَلیٰ رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ________________

(ب) ذَھَبَ الظَّمأُ ________________

وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ ________________

وَثَبَتَ الْاَجْرُ ________________

اِنْ شَاءَ اللّٰہُ ________________

۵- خالی جگہیں پُر کیجیے:

(۱) رمضان کے روزے مسلمانوں پر .... ہیں۔

(۲) .... ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(۳) جو شخص رمضان کا مہینہ پا کر بھی اپنے گناہ نہ بخشوالے وہ بڑا .... ہے۔

(۴) .... گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔

(۵) جن کا روزہ اللہ کے یہاں قابل قبول ہوگا وہ جنت میں ....نام کے دروازہ سے داخل ہوں گے۔

(۶) مسلمان اس وقت تک اچھی حالت میں رہیں گے جب تک کہ .... میں جلدی کریں گے۔

(۷) پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص .... دن سے کم میں قرآن ختم کرتا ہے وہ کچھ نہیں سمجھتا۔"

۱۷

حُقوق و آداب

پڑھنے لکھنے کا بڑا مقصد یہ ہے کہ ہم ادب اور تمیز سیکھیں، ہر ایک کا حق پہچانیں، ہر ایک کے ساتھ اسی طرح پیش آئیں جیسا کہ اس کا مرتبہ ہے، اور ویسا ہی سلوک کریں جس کے وہ لائق ہے۔ باادب اور تمیز دار انسان ہر جگہ عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دوسروں کا حق ادا نہ کرنے والا اور بے ادب آدمی ہر ایک کی نظر سے گرجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی سزا پاتا ہے۔ یہاں ہم کچھ حقوق و آداب لکھتے ہیں۔

ملاقات کے آداب

لوگوں سے میل جول رکھنے اور ایک دوسرے کے کام آنے کے لیے کبھی ہم کسی سے ملنے جاتے ہیں اور کبھی ہمارے یہاں کوئی ملنے آتا ہے۔ ہر کام کا ایک سلیقہ اور کچھ آداب ہوتے ہیں۔ ملاقات کے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے:

۱- جب کسی سے ملاقات ہو تو سلام کرنے میں پہل کریں، اس کا بڑا ثواب ہے۔ پھر مُصَافَحَہ کریں اور مزاج پوچھیں۔ مناسب ہو تو گھر والوں کی خیریت بھی معلوم کریں۔

۲- جب کسی سے ملنے جائیں تو صاف ستھرے کپڑے پہن کر جائیں۔ میلے کچیلے کپڑے پہن کر کسی کے یہاں جانا بڑی بے تمیزی کی بات ہے۔

۳- جب کسی سے ملنے جائیں تو پہلے اس سے وقت لے لیں۔ اس کی فرصت کا

وقت معلوم کرلیں۔ یوں ہی وقت بے وقت کسی کے یہاں جانا مناسب نہیں۔ اس سے دوسروں کا بھی ہرج ہوتا ہے اور خود بھی آدمی دوسروں کی نظروں میں گر جاتا ہے۔

۴- جب کوئی ہم سے ملنے آئے تو مسکراتے ہوئے چہرے سے اس کا استقبال کریں، اُسے عزّت سے بٹھائیں، خیریت معلوم کریں اور ممکن ہو تو مناسب خاطر تواضع بھی کریں۔

۵- کسی سے ملنے جائیں تو کام کی باتیں کریں، بے کار باتوں میں وقت ضائع نہ کریں کہ اس کو ہمارا بیٹھنا بوجھ معلوم ہو۔

۶- کسی کے یہاں جائیں تو کبھی کبھی کوئی چیز تحفے کے طور پر ساتھ لیتے جائیں۔ تحفہ دینے سے محبت بڑھتی ہے۔

۷- کسی کے مکان میں یوں ہی نہ گھس پڑیں، پہلے اجازت لیں پھر سلام کرکے اندر جائیں، اور اگر تین آوازیں دینے پر کوئی جواب نہ آئے تو بُرا نہ مانیں واپس آجائیں۔

۸- جب کوئی ضرورت مند ملنے آئے تو توجہ سے اس کی ضرورت معلوم کریں۔ اگر ممکن ہو تو اس کی ضرورت پوری کردیں، اور اگر پوری نہ کرسکیں تو خواہ مخواہ اسے امید نہ دلائیں۔ خود کسی کے یہاں اپنی ضرورت لے کر جائیں تو مناسب انداز میں اپنی ضرورت بیان کردیں، پوری ہوجائے تو شکریہ ادا کریں اور پوری نہ ہوسکے تو شکوہ شکایت نہ کریں، واپس آجائیں۔

۹- صرف یہی خواہش نہ رکھیں کہ دوسرے ہی ہم سے ملنے آئیں۔ خود بھی دوسروں سے ملنے جایا کریں۔ آپس میں میل جول بڑھانا، ایک دوسرے کے کام آنا بڑی پسندیدہ بات ہے۔

گفتگو اور زبان کے آداب

۱- ضرورت کے وقت بات کریں، اور جب بولیں کام کی بات کریں۔ ہر وقت بولنا

اور بے کار باتیں بنانا بہت بُری عادت ہے۔

۲- ہمیشہ سچ بولیں۔ جھوٹ سے کبھی اپنی زبان گندی نہ کریں۔ جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے۔ سچی بات کہنے سے کبھی نہ جھجکیں، چاہے کتنا ہی بڑا نقصان ہورہا ہو۔

۳- کبھی کسی بُری بات سے زبان گندی نہ کریں۔ دوسروں کی برائی نہ کریں۔ چغلی نہ کھائیں۔ شکایتیں نہ کریں۔ دوسروں کی نقلیں نہ اتاریں۔ جھوٹا وعدہ نہ کریں۔ کسی کی ہنسی نہ اڑائیں۔ اپنی بڑائی نہ جتائیں۔ اپنی تعریف نہ کریں۔ کٹ حجتی نہ کریں۔ منہ دیکھی بات نہ کریں۔ بات بات پر قسم نہ کھائیں۔ ہمیشہ درمیانی آواز سے بولیں۔ خواہ مخواہ چیخ چیخ کر نہ بولیں، قرآن شریف میں ہے کہ سب سے زیادہ ناگوار آواز گدھے کی ہے۔

۴- جو بات کریں سوچ سمجھ کر کریں۔ خواہ مخواہ بات کو نہ بڑھائیں۔ نہ اپنے علم کا رعب جمانے کے لیے موٹے موٹے الفاظ بولیں۔ ایسی بات کہیں کہ سننے والا سمجھ جائے اور ایک بار میں نہ سمجھے یا نہ سن سکے تو پھر دہرادیں اور ذرا نہ کُڑھیں۔

۵- کبھی خوشامد اور چاپلوسی کی باتیں نہ کریں۔ اپنی عزّت کا ہمیشہ خیال رکھیں۔ اور کبھی اپنے مرتبے سے گری ہوئی بات نہ کریں۔

۶- ٹھہر ٹھہر کر سلیقے سے بات کریں بات کرنے میں جلدی اور تیزی نہ کریں۔ ہر وقت مذاق اور دل لگی نہ کریں، اس سے آدمی کی وقعت جاتی رہتی ہے۔

۷- کوئی سوال کرے تو پورا سوال خوب غور سے سنیں اور سوچ سمجھ کر جواب دیں۔ یہ نہیں کہ پوری بات سنے بغیر الل ٹپ جواب دینا شروع کردیں۔ اگر دوسرے سے سوال کیا جارہا ہو تو خود بڑھ بڑھ کر جواب نہ دیں۔

۸- کوئی بات کررہا ہو تو بیچ میں اپنی بات نہ چھیڑیں۔ اگر کوئی کچھ بتانا چاہے تو پہلے ہی سے نہ کہیں کہ ہمیں معلوم ہے۔ بڑوں سے کسی بات میں نہ جھگڑیں اور نہ کسی معاملے والے سے جھگڑیں، انصاف اور سلیقے کی بات کہہ کر خاموش ہوجائیں۔

۹- ہر حال میں انصاف کی بات کہیں۔ اگر اپنی غلطی ہو تو فوراً مان لیں۔ اپنی بات

کی پیچ نہ کریں اور اگر دوسرے کی غلطی ہو تو غصّے میں بے جا بات نہ کہیں۔

۱۰- بات کرتے وقت کسی کی طرف اشارہ نہ کریں کہ دوسرے کو بدگمانی ہو اور وہ کوئی غلط بات سمجھ جائے۔ دوسروں کی باتیں کان لگا کر نہ سنیں۔ جو باتیں چھپانے کی ہوں وہ کسی سے نہ کہیں، دوسروں کا راز چھپانا امانت داری ہے۔

۱۱- کم کہیں اور زیادہ سنیں۔ کسی بزرگ سے لوگوں نے کہا آپ سنتے بہت زیادہ ہیں اور بولتے بہت کم ہیں۔ فرمایا ہاں زیادہ سننا چاہیے اور کم بولنا چاہیے۔ دیکھتے نہیں اللہ تعالیٰ نے کان دو دیے ہیں اور زبان ایک۔

ماں باپ کے حقوق

بندوں کے حقوق میں، سب سے بڑا حق تمھارے ماں باپ کا ہے۔ ماں باپ کی خدمت، اُن کی مدد، اُن کی عزت وعظمت اور اُن کی احسان مندی تمھارا سب سے پہلا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ماں باپ کے ساتھ اچھے سلوک کی بہت تاکید فرمائی ہے اور ہر جگہ اپنے شکر کے ساتھ ماں باپ کا شکر گزار رہنے کی وصیّت کی ہے۔ پیارے رسولؐ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ماں باپ ہی تمھارے حق میں جنت ہیں اور ماں باپ ہی تمھارے حق میں جہنّم ہیں۔ یعنی ماں باپ کی خدمت اور اِطاعت کرکے ہی تم جنت حاصل کرسکتے ہو، اور اُن کی نافرمانی اختیار کرکے تم جہنم کا ایندھن بن سکتے ہو۔

رشتے داروں کے حقوق

ماں باپ کے بعد سب سے بڑا حق رشتے داروں کا ہے۔ قرآن شریف میں اس کی بڑی تاکید ہے اور پیارے رسولؐ نے رشتے داروں کا بڑا حق بتایا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضورؐ سے کہا، مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی بندگی کرو، کسی کو اس کا ساجھی نہ بناؤ، نماز ٹھیک ٹھیک ادا کرو، زکوٰۃ دو اور رشتے داروں کا حق ادا کرو۔ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

”جو روزی میں برکت چاہے وہ رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔“ پیارے رسولؐ رشتے داروں کے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاؤ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ گوشت بانٹ رہے تھے کہ ایک خاتون آئیں۔ حضورؐ نے جلدی سے چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ وہ حضرت حلیمہؓ تھیں۔ انھوں نے پیارے رسولؐ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا۔

رشتے داروں کے درجہ بدرجہ حقوق ہم دینی کتابیں پڑھ کر معلوم کرتے ہیں، اُن کے حقوق ادا کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور ان کے ساتھ نہایت محبت اور خلوص سے پیش آتے ہیں۔ ان کے ساتھ اچھّا سلوک کرتے ہیں، اُن کے دُکھ درد میں شریک ہوتے ہیں، اگر وہ ضرورت مند ہوں تو اپنی حیثیت کے مطابق اُن کی مدد کرتے ہیں۔ ان کے کام کاج میں اُن کا ہاتھ بٹاتے ہیں، ان کے یہاں کبھی کبھی تحفے بھیجتے ہیں۔ بڑوں کی عزت کرتے ہیں اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ہیں۔ اگر وہ قرض مانگیں تو قرض دے دیتے ہیں۔ غرض ہر طرح اُن کے ساتھ سلوک کرتے ہیں اور ان پر کوئی احسان نہیں جتاتے۔

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے پڑوسیوں کا بھی بڑا حق رکھا ہے۔ پیارے رسولؐ نے بھی پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ”وہ شخص مومن ہی نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کی دیوار تلے پڑوسی بھوکا ہو۔“ پیارے رسولؐ نے ایک صحابیؓ کو ہدایت فرمائی: ”جب شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو اور اپنے پڑوسی کو بھی بھیج دیا کرو۔“ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ: ”جو شخص اللہ کا پیارا بننا چاہے تو وہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔“

پیارے رسولؐ پڑوسیوں کا بہت خیال رکھتے تھے اور آپؐ کے پیارے صحابہؓ بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ پڑوسی چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم سب کا خیال رکھنا چاہیے۔ البتہ رشتے دار اور مسلم پڑوسی کا حق اور زیادہ ہے۔

مسلمان کبھی پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، اس کی عزت کرتا ہے، دکھ درد اور خوشی میں شریک ہوتا ہے۔ اڑے وقت پر کام آتا ہے۔ وہ قرض مانگے اور دینے کے لیے کچھ ہو بھی، تو کبھی انکار نہیں کرتا۔ بیمار ہو تو عیادت کرتا ہے، سودا سلف اور دوا لا دیتا ہے، اگر کوئی مرجائے تو جنازے میں شرکت کرتا ہے۔ جو میسر ہو اس میں سے تحفے بھیجتا ہے اور اس کی عزت و آبرو کی اُسی طرح حفاظت کرتا ہے جس طرح اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرتا ہے۔

عام مسلمانوں کے حقوق

تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مسلمانوں کو آپس میں ایسے رہنا چاہیے جیسے بھائی بھائی رہتے ہیں۔ اسلام کا رشتہ دنیا کے تمام رشتوں سے زیادہ مضبوط رشتہ ہے۔ اس رشتے کی اہمیّت بتاتے ہوئے پیارے رسولؐ نے ایک بار بڑی اچھی مثال دی، فرمایا: مسلمان ایک دوسرے کے لیے ایسے ہیں جیسے ایک عمارت کی اینٹیں، جو ایک دوسرے میں گتھی ہوئی ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کو مضبوط رکھتی ہیں۔ پھر آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر اور وضاحت فرمائی۔''

ہم مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر میل ملاپ سے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کا سہارا بن کر اتحاد و اتفاق کی زندگی گزارتے ہیں۔ مسلمانوں سے کٹ کر اور ان سے بے نیاز ہوکر الگ تھلگ نہیں رہتے۔

پیارے رسولؐ کا ارشاد ہے ''ہر مسلمان پر دوسرے مسلمانوں کے پانچ حق ہیں:

۱- سلام کا جواب دینا۔

۲- چھینک آئے تو یَرْحَمُکَ اللّٰہ (تم پر اللّٰہ کی رحمت ہو) کہنا۔

۳- اس کی دعوت قبول کرنا۔

۴- بیمار ہو تو مزاج پرُسی کے لیے جانا۔

۵- مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جانا۔''

ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ اپنے مسلمان بھائی کی عزت کریں، اس کی مدد کریں، نیک کاموں کا مشورہ دیں، بُرے کاموں سے بچائیں۔ غرض جس طرح ہم اپنی جان، مال، عزت، آبرو اور فائدے کا خیال رکھتے ہیں اسی طرح دوسرے مسلمان کا بھی خیال رکھیں۔

معانی و اشارات

وقعت	:	عزت
اَلَٹ ٹپ	:	بے سوچے سمجھے
کٹ حجتی کرنا	:	خواہ مخواہ بحث کرنا
استقبال کرنا	:	آؤ بھگت کرنا، خوش آمدید کہنا

مشق

الف۔ جواب دیجیے:

۱- پڑھنے لکھنے کا سب سے بڑا مقصد کیا ہے؟

۲- کسی کے مکان میں داخل ہونے کے کیا آداب ہیں؟

۳- اللہ تعالیٰ نے زبان ایک اور کان دو کیوں دیے؟

۴- حضورؐ نے جنت میں لے جانے والی جو باتیں بتائیں وہ کیا کیا ہیں؟

۵- ''ماں باپ ہی تمھارے حق میں جنت اور ماں باپ ہی تمھارے حق میں جہنم ہیں'' اس کا کیا مطلب ہے؟

۶- رشتے داروں کے ہم پر کیا کیا حق ہیں؟

۷- پڑوسیوں کے حقوق کے سلسلے میں کوئی دو حدیثیں تحریر کیجیے۔

۸- مسلمانوں کو آپس میں کیسے رہنا چاہیے؟ پیارے رسولؐ نے اس بات کو سمجھانے کے لیے کون سی مثال پیش کی ہے؟ لکھیے۔

۹- ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کیا کیا حقوق ہیں؟

ب۔ ذیل میں کچھ باتیں با ادب آدمی کی اور کچھ بے ادب آدمی کی لکھی ہوئی ہیں۔ سامنے بنے خانے میں باتوں کی مناسبت سے ''با ادب'' اور ''بے ادب'' لکھیے:

۱- ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔	با ادب
۲- جب کسی سے ملنے جاتا ہے تو پہلے اس سے وقت لے لیتا ہے۔	
۳- ضرورت پر کام آنے والے شخص کا شکریہ ادا نہ کرنے والا۔	
۴- ضرورت کے علاوہ باتیں کرنے اور بے کار باتیں بنانے والا۔	
۵- وہ جو اپنے علم کا رعب جمانے کے لیے موٹے موٹے الفاظ بولتا ہے۔	
۶- غلطی سرزد ہوجانے پر فوراً اپنی غلطی مان لینے والا۔	
۷- وہ شخص جو ہر حال میں انصاف کی باتیں کرتا ہے۔	

ج۔ ذیل میں کچھ ناپسندیدہ باتیں لکھی ہوئی ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ ان کے علاوہ اور کیا کیا ناپسندیدہ باتیں ہیں لکھیے:

۱- جھوٹ بولنا	۲- دوسروں کی برائی کرنا
۳- چغلی کھانا	۴- شکایتیں کرنا
۵-	۶-
۷-	۸-
۹-	۱۰-

د۔ صحیح اور غلط کی نشان دہی کیجیے، صحیح (✓) یا غلط (×) کا نشان بنا کر:

(۱) کسی سے ملاقات ہو تو سلام کرنے میں پہل کریں، مصافحہ کریں اور مزاج پوچھیں۔

(۲) کوئی آپ سے ملنے آئے تو مسکراتے چہرے سے اس کا استقبال کرنا بے ادبی ہے۔

(۳) کوئی ضرورت مند ملنے آئے تو توجہ سے اس کی ضرورت معلوم کریں اور ممکن ہو تو اس کی ضرورت پوری کردیں۔

(۴) آپس میں میل جول بڑھانا اور ایک دوسرے کے کام آنا پسندیدہ بات ہے۔

(۵) بات کرنے میں جلدی اور تیزی دکھانا اور ٹھہر ٹھہر کر سلیقے سے بات نہ کرنا گفتگو کے آداب کے خلاف ہے۔

(۶) جب کوئی بات کررہا ہو تو اس کی پوری بات سنے بغیر بیچ میں اپنی بات نہ چھیڑیں۔

۱۸

پیارے رسولؐ

ہر طرح کی شکر گزاری اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا خالق اور بادشاہ ہے۔ اس کی بادشاہت بہت بڑی ہے۔ زمین اس کی بادشاہت کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ زمین پر اللہ نے انسانوں کو بسایا، انسان کو اپنا خلیفہ بنایا، خلیفہ بنا کر سب سے بڑا مرتبہ دیا، صحیح علم دیا، رہنے سہنے کا ڈھنگ سکھایا، اپنی مرضی بتائی، اس کے لیے رسول بھیجے۔ تمام رسول انسان تھے، اللہ کے پیارے بندے اور غلام تھے، رسولوں کو اللہ نے بھیجا اس لیے رسول کہلائے۔ اللہ کا پیغام لائے اس لیے پیغمبر کہلائے۔ رسول آ کر اللہ کی باتیں پوری پوری بتاتے، کوئی کمی زیادتی نہ کرتے، اللہ کی مرضی پر چل کر دکھاتے، لوگوں کو اللہ کی مرضی پر چلاتے، اللہ کا فرماں بردار بناتے اور جنت کی خوش خبری سناتے۔

دنیا میں بہت سے رسول آئے، سب کا صحیح صحیح علم تو صرف اللہ کو ہے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام آئے، آپ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ آئے۔ یہ سب رسول اپنے اپنے وقت میں اللہ کا پیغام لائے۔ سب سے آخر میں سارے جہان کے سردار حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ اب آپؐ کے بعد کوئی رسول نہ آئے گا۔

درود ہو پیارے رسولؐ پر سلام ہو پیارے رسولؐ پر

آپؐ سے پہلے

اب سے کوئی چودہ سو سال پہلے کی بات ہے، دنیا کا بہت بُرا حال تھا۔ ہر طرف لوٹ مار، چوری، جھوٹ، دھوکا، فریب، جوا، شراب، بے شرمی اور بے حیائی پھیلی ہوئی تھی۔ پوری دنیا پر کفر اور شرک کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اللہ کی مرضی بتانے والا کوئی رسول نہ تھا۔ رسول سب جاچکے تھے۔ دنیا والے گُم راہ ہوگئے تھے، اللہ کے باغی بن گئے تھے، رسولوں کی تعلیم بھلا بیٹھے تھے، اللہ کا راستہ چھوڑ چکے تھے، اپنی من مانی کرتے یا اپنے جیسے آدمیوں کا حکم مانتے یا خاندان اور برادری کے رسم و رواج پر چلتے، اللہ کی کتابیں بگاڑدی تھیں، ان میں اپنی اپنی باتیں ملا دی تھیں۔ لوگ پتھر کے بُت بنا کر پوجتے، دیوی دیوتاؤں کو پوجتے، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے، منت مانتے، چڑھاوے چڑھاتے، پیڑ، پہاڑ، ندی، نالے، جان دار بے جان سب ان کے معبود تھے۔ غرض جتنے آدمی تھے اتنے ہی راستے ہوگئے تھے۔

جب دنیا والے بہت زیادہ بگڑ گئے، بالکل ہی گُم راہ ہوگئے تو اللہ کو ان پر رحم آیا اور اُن کی ہدایت کے لیے دونوں جہان کے سردار حضرت محمد ﷺ کو بھیجا۔

"جب ظلم وستم حد سے گزرے تشریف محمدؐ لے آئے"

پیدائش

پیارے رسولؐ ۹/ربیع الاوّل، دوشنبہ کے روز مکّے میں پیدا ہوئے۔ مکہ عرب دیس کا ایک مشہور شہر ہے۔ اللہ پاک کا پاک گھر "کعبہ" اسی شہر میں ہے۔ عرب ہمارے یہاں سے دور بہت دور، سمندر پار ایک ملک ہے۔ وہ ملک ہمارے یہاں سے پچھّم کی طرف ہے۔

خاندان

عرب دیس میں بہت سے قبیلے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ عزّت والا قبیلہ قریش کا تھا۔ اسی قبیلے کے لوگ کعبے کی خدمت کرتے تھے۔ سارا عرب قریش کی عزت کرتا تھا۔ پیارے رسولؐ اسی قبیلے سے تھے۔

آپؐ کے قبیلے میں بعض بہت مشہور آدمی گزرے ہیں۔ ان میں ایک قُصَیّ تھے۔ قُصَیّ اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ حج کے موقعے پر سارے حاجیوں کو اپنا مہمان بناتے اور تین دن تک انھیں مفت کھانا کھلاتے تھے۔ قُصَیّ کی اولاد میں ہاشم بہت مشہور ہیں۔ قبیلے کے تمام لوگوں میں ان کی بڑی عزت تھی۔ ہاشم بہت بہادر اور سخی تھے۔ ایک بار قحط پڑا۔ ہاشم نے اپنے پیسوں سے بہت سا غلہ خریدا اور لوگوں میں مفت تقسیم کرایا۔ ہاشم کے کئی بیٹے تھے، ان میں سب سے مشہور عَبْدُ المُطَّلِب تھے، وہ بھی اپنے قبیلے کے سردار تھے۔

عرب میں پانی بہت کم ہے۔ مکّے والوں کے لیے ''زمزم کا کنواں'' اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے مگر ایک عرصے سے وہ اَٹ گیا تھا۔ کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ کہاں ہے، عبدالمطّلب نے کوشش کرکے اس کا پتا لگایا۔ بڑی محنت سے اسے صاف کرایا۔ مکّے والوں کو پانی کی آسانی ہوگئی۔ اس احسان کی وجہ سے مکّے والے ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔

عبدالمطّلب کے کئی بیٹے تھے۔ اُن میں سب سے چھوٹے اور چہیتے بیٹے عبداللہ تھے۔ یہی عبداللہ پیارے رسولؐ کے ابوجان تھے۔ عبداللہ کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی تھی۔ بی بی آمنہ پیارے رسولؐ کی اَمی جان تھیں۔

پیارے رسولؐ کی پیدائش سے کچھ دن پہلے ہی آپؐ کے والد کا انتقال ہوگیا تھا۔ دادا جان عبدالمطّلب زندہ تھے، جب انھیں پوتے کی مبارک باد دی گئی تو بہت خوش ہوئے، گھر آئے پوتے کو گود میں لیا، پیار کیا کعبے میں لے گئے، وہاں دعا مانگی، ''محمد'' نام رکھا، آٹھویں دن عقیقہ کیا، سب کی دعوت کی۔ لوگوں نے پوچھا یہ نام کیوں رکھا۔ بولے میں چاہتا ہوں کہ میرے بیٹے کی ساری دنیا تعریف کرے۔ اللہ نے ان کی آرزو پوری کی۔ دروُد ہو پیارے رسولؐ پر، سلام ہو پیارے رسولؐ پر۔

حضرت حلیمہ سعدیہؓ

مکّے میں رواج تھا، لوگ بچوں کو دیہات بھیج دیتے تھے۔ وہیں ان کی پرورش ہوتی تھی۔ آپؐ کی امی جان نے بھی آپؐ کو دیہات بھیج دیا۔ حضرت حلیمہؓ سعدیہ نے آپ کی پرورش کی۔ وہ بہت نیک بی بی تھیں۔ آپؐ نے ان کا دودھ پیا، کھلی ہوا میں پلے بڑھے، خوب تن درست ہوگئے۔ صاف ستھری بولی سیکھی، دوسال بعد مکّے آئے، امی جان نے دیکھا بہت خوش ہوئیں۔ مکّے میں بیماری پھیلی ہوئی تھی اس لیے آپؐ کی امی جان نے حضرت حلیمہؓ کے ساتھ آپؐ کو پھر بھیج دیا۔

آپؐ کی بھولی صورت جو دیکھتا پیار کرتا، آپؐ کی میٹھی باتیں سنتا، خوش ہوتا۔ آپؐ بی بی حلیمہؓ کے بچوں سے محبت کرتے تھے۔ وہ بھی آپؐ سے محبت کرتے، اپنے ساتھ کھیل میں شریک کرتے، بکریاں چرانے جاتے تو آپؐ کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ اس زمانے میں بکریاں چرانا بُرا کام نہ سمجھا جاتا تھا، بڑے بڑے شریف گھرانوں کے لوگ بکریاں چراتے تھے۔ آپؐ بھی حضرت حلیمہؓ سعدیہ کی بکریاں چراتے تھے۔

یتیم ہوگئے

چار سال کے ہوئے تو اپنی امی کے پاس واپس آگئے۔ وہ آپؐ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں، محبت سے پالنے لگیں۔ چھے سال کے ہوئے تو آپؐ کو لے کر میکے گئیں، راستے میں بیمار ہوکر چل بسیں۔ آپؐ کے والد کا پہلے ہی انتقال ہوگیا تھا اور آپؐ یتیم ہوگئے تھے۔ اب ماں کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ اُمِ ایمن آپؐ کو دادا جان کے پاس لائیں، دادا جان کو بہت دُکھ ہوا۔ کیا کرتے، جینا مرنا اللّٰہ کے اختیار میں ہے۔ آئی ہوئی گھڑی کو کون ٹال سکتا ہے۔

بڑے ہوکر پیارے رسولؐ ایک بار مقام ''ابوا'' سے گزرے۔ امی جان کی قبر دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ساتھی بھی رونے لگے۔

ابوطالب کی پرورش میں

دادا جان نے آپؐ کی پرورش کی۔ وہ آپؐ سے بہت پیار کرتے تھے۔ انھوں نے بہت محبت سے پالا۔ آٹھ سال کے ہوئے تو دادا بھی چل بسے۔ مرتے وقت انھوں نے آپؐ کو ابوطالب کے حوالے کیا۔ ابوطالب آپؐ کے چچا جان تھے۔ آپؐ کے کئی چچا تھے، ابوطالب ان سب میں اچھے تھے، آپؐ سے محبت کرتے، ہمیشہ ساتھ لیے پھرتے، کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے دیتے، سفر میں بھی آپ کو ساتھ رکھتے۔

غش کھا کر گر گئے

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ آپؐ ابھی چھوٹے سے تھے۔ کعبے کی ایک دیوار ٹوٹ گئی تھی۔ لوگ مرمت کررہے تھے۔ بچے بھی کندھوں پر پتھر لاد کر لا رہے تھے۔ پتھر لانے والوں میں آپؐ بھی تھے۔ کچھ دیر میں جب کندھے دُکھنے لگے تو بچوں نے اپنا اپنا تہ بند کھول کر کندھوں پر رکھ لیا لیکن آپؐ نے برہنہ ہونا پسند نہ کیا۔ آپؐ کے چچا جان بھی موجود تھے، بھتیجے کی تکلیف دیکھی تو بولے ''بیٹے تم بھی تہ بند اتار کر کندھے پر رکھ لو۔ آپؐ نے چچا کے حکم پر تہ بند کھولنا چاہا مگر برہنہ ہونا برداشت نہ کرسکے، حیا کے مارے غش کھا کر گر پڑے۔ چچا نے جب یہ حال دیکھا تو برہنہ ہونے سے منع کردیا۔

جوان ہوتے ہیں

پیارے رسولؐ چچا جان کے سائے میں پلے بڑھے، جوان ہوئے۔ جوانی میں آپؐ سب سے اچھے تھے۔ عرب کے جوان آپس میں لڑتے۔ بھڑتے۔ آپؐ لڑائی سے ہمیشہ دور رہتے۔ سب شراب پیتے، جوا کھیلتے، بُرے بُرے کام کرتے، آپؐ کو ان چیزوں سے نفرت تھی۔ سب لوگ بُت پوجتے، بے حیائی کے کام کرتے۔ آپؐ ان چیزوں کو برا سمجھتے، آپؐ غریبوں کو کھانا کھلاتے، کم زوروں کی مدد کرتے۔

تجارت

چچا جان تجارت کرتے تھے۔ آپؐ بھی تجارت کرنے لگے۔ تجارت کو آپؐ بہت اچھا سمجھتے تھے۔ آپؐ بہت اچھے تاجر تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے، جھوٹ کے پاس نہ جاتے۔ سب آپؐ کو ''صادق'' کہتے۔ آپؐ معاملہ صاف رکھتے، بہت امانت دار تھے۔ سب آپؐ کو ''امین'' کہتے۔ سب آپ کی عزت کرتے، سب آپؐ پر بھروسا کرتے۔ گھر گھر آپؐ کی امانت داری اور سچائی کا چرچا تھا۔

شام کا سفر

مکّے میں ایک مال دار بی بی تھیں۔ ان کا نام خدیجہؓ تھا۔ بی بی خدیجہؓ بیوہ تھیں۔ ان کے شوہر مر چکے تھے۔ ان کا بڑا کاروبار تھا۔ وہ تجارت کے لیے لوگوں کو روپیہ دیتیں اور انھیں نفع میں شریک کرلیتیں۔ پیارے رسولؐ کی امانت داری اور سچائی کا چرچا سنا تو بی بی خدیجہؓ نے خواہش کی کہ آپؐ اُن کا مالِ تجارت لے کر سفر پر جائیں۔ آپؐ نے منظور فرمالیا اور بی بی خدیجہؓ کے غلام میسرہ کو ساتھ لے کر شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ آپؐ نے بڑی محنت، عقل مندی اور سچائی سے کام کیا۔

نکاح

آپؐ بہت سا نفع کما کر شام کے سفر سے لوٹے۔ پائی پائی کا حساب دے دیا۔ بی بی خدیجہؓ نیک تھیں، آپؐ کی اچھائیاں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ میسرہ نے بھی آپؐ کی ایمان داری، نیکی، لوگوں کے ساتھ ہم دردی اور محبت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا۔ بی بی خدیجہؓ بہت متاثر ہوئیں، خود شادی کا پیغام دیا۔ آپؐ تیار ہوگئے۔ چچا جان اور قریش کے کچھ اور لوگوں کو ساتھ لے کر بی بی خدیجہؓ کے مکان پر پہنچے اور شادی ہوگئی۔ اس وقت آپؐ پچیس سال کے تھے اور بی بی خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔

امن کی کوشش

پندرہ سال کے تھے، جب آپؐ فِجار کی لڑائی میں شریک ہوئے۔اس نام کی کئی لڑائیاں ہوئیں۔ مکہ تو لڑائیوں کا گھر تھا۔ آئے دن کی لڑائیاں اور ظلم وستم دیکھ کر آپؐ بہت کُڑھتے، خرابیاں دور کرنے کی فکر میں رہتے۔ آپؐ نے اپنے ہم عمر نوجوانوں کو سمجھایا۔ سب نے مل کر ''حِلف الفضول'' کے نام سے ایک انجمن بنائی، انجمن کا ہر فرد اقرار کرتا:

''ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے، مسافروں کی حفاظت کریں گے، غریبوں کی امداد کریں گے، کسی پر ظلم نہ ہونے دیں گے۔''

انجمن نے کوشش کی۔ ظلم گھٹنے لگا۔ بدامنی دور ہونے لگی۔ سب میں آپؐ کی شہرت ہوگئی۔ لوگ آپؐ پر بھروسا کرنے لگے۔

حَجَرِ اَسوَد کا فیصلہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کعبے کی مرمت ہورہی تھی۔ پرانی دیواریں توڑ کر بنائی جارہی تھیں۔ ایک دیوار میں حَجَرِ اَسود لگا ہوا تھا۔ یہ ایک کالا پتھر ہے۔ یہ پتھر حضرت ابراہیمؑ کی یادگار ہے، سب اس کو برکت والا پتھّر سمجھتے تھے۔ جب دیوار میں اس پتھر کو چننے کا وقت آیا تو آپس میں جھگڑا ہونے لگا۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ یہ ''متبرک پتھر میں لگاؤں''۔ قریب تھا کہ خون خرابہ ہوجائے۔ آخر طے ہوا کہ جو شخص سب سے پہلے کعبے میں آئے، اسی کا فیصلہ مان لیا جائے۔ اتفاق سے دوسرے دن، سب سے پہلے پیارے رسولؐ ہی کعبے میں تشریف لائے۔ سب کو آپؐ پر بھروسا تھا، سب نے آپؐ کو پنچ مان لیا۔ آپؐ نے بڑا اچھا فیصلہ کیا۔ ایک چادر لی، اس میں حجراسود کو رکھا، ہر قبیلے کے سردار کو ایک ایک کنارہ پکڑنے کو کہا۔ سب نے مِل جُل کر اٹھایا، جب پتھر وہاں تک لے آئے جہاں اسے رکھنا تھا تو آپؐ نے اسے اٹھاکر دیوار میں چن دیا۔ اس طرح ہر قبیلے کو اس کام میں شریک ہونے کا موقع مل گیا۔

رسول ہوتے ہیں

مکے کے قریب ایک پہاڑی تھی۔ پہاڑی میں ایک غار تھا، غارِ حرا۔ آپؐ غارحرا میں جاتے، ستّو پانی ساتھ لے جاتے، کئی کئی دن تک وہاں تنہا رہتے، اللہ کی عبادت کرتے، لوگوں کی بھلائی کی تدبیریں سوچتے، برائیوں کو مٹانے اور نیکیوں کو پھیلانے کے راستے ڈھونڈتے۔ جب ستو پانی ختم ہوجاتا تو پھر گھر آتے، ستو پانی لیتے اور لوٹ جاتے۔

آخر اللہ نے آپؐ کو رسول بنایا، اپنے فرشتے حضرت جبریلؑ کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ حضرت جبریل اللہ کا پیغام لائے، آپؐ کو سنایا۔ آپؐ گھر لوٹے، بی بی خدیجہؓ سے ذکر کیا۔ آپؐ کچھ پریشان تھے۔ بی بی خدیجہؓ نے ڈھارس بندھائی، بولیں: آپ گھبراتے کیوں ہیں۔ اللہ آپؐ کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ آپؐ نیکی کرتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، یتیموں بیواؤں کو سہارا دیتے ہیں، مہمانوں کی خاطر کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، دکھیوں کو سہارا دیتے ہیں، آپؐ کو کس چیز کا ڈر ہے؟

اللہ کا پیغام

رمضان کا مبارک مہینہ تھا۔ جب اللہ کا پیغام آیا۔ جبریلؑ اللہ کا کلام لے کر آئے۔ آپؐ نے پہنچانا شروع کیا۔ آپؐ لوگوں سے کہتے: اللہ ایک ہے، وہی سب کا خالق، رازق اور حاکم ہے، اسی کا حکم مانو، اسی کی عبادت کرو۔ میں اللہ کا رسول ہوں، میری پیروی کرو، برائیوں سے بچو، بھلے کام کرو، اللہ تم سے خوش ہوگا، رہنے کو جنت دے گا۔ بُرے آدمیوں سے اللہ ناراض ہوگا۔ بہت ہی سخت سزا دے گا۔

پہلے ایمان لانے والے

نیک لوگ آپ کی بات مان گئے۔ حضرت ابوبکر صِدّیقؓ آپؐ کے گہرے دوست تھے، مردوں میں سب سے پہلے وہ ایمان لائے۔ حضرت خدیجہؓ آپ کی نیک بی بی تھیں، عورتوں میں سب سے پہلے وہ ایمان لائیں۔ حضرت علیؓ آپ کے چچازاد

بھائی تھے، لڑکوں میں سب سے پہلے وہ ایمان لائے۔ حضرت زیدؓ آپؐ کے غلام تھے، غلاموں میں سب سے پہلے وہ ایمان لائے۔ یہ چاروں بہت نیک تھے، آپؐ کے ساتھ رہتے تھے، آپؐ کی اچھائیوں سے واقف تھے۔ سنتے ہی سچ جانا، فوراً ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔

پہاڑی کا وعظ

کچھ دن بعد اللہ کا حکم آیا کہ اپنے گم راہ بھائیوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ مکے کے قریب ایک پہاڑی ہے، اس کا نام صفا ہے۔ آپؐ اس پہاڑی پر چڑھ گئے اور مکے والوں کو آواز دی، جب سب لوگ جمع ہوگئے تو آپؐ نے فرمایا: "میں پہاڑی کے اوپر ہوں تم پہاڑی کے نیچے۔ میں اِدھر بھی دیکھ رہا ہوں اُدھر بھی۔ (مگر تمھاری نظر صرف ایک طرف ہے) اگر میں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ڈاکوؤں کی ایک فوج ہے جو تم پر حملہ کرنے والی ہے تو کیا تم یقین کروگے؟"

سب نے ایک زبان ہوکر کہا۔ "بے شک آپؐ اوپر ہیں ہر طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپؐ صادق ہیں، امین ہیں، آپ کبھی جھوٹ نہیں بولتے ہم آپؐ کی بات پر ضرور یقین کریں گے۔"

پھر آپؐ نے فرمایا: لوگو! یہ تو سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی۔ یقین کرو، موت تمھارے سر پر کھڑی ہے، تمھیں ایک دن مرنا ہے، مرکر اللہ کے پاس جانا ہے، اپنے کیے کا بدلہ پانا ہے۔ اگر تم ایمان لاکر نیک نہ بن گئے تو تم پر سخت عذاب نازل ہوگا۔ تم صرف دنیا کو دیکھ رہے ہو اور میں آخرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔

مکّے والوں نے آپؐ کا وعظ سنا، کتنی سچی باتیں تھیں، پیارے رسولؐ نے کتنے اچھے ڈھنگ سے سمجھایا تھا۔ سب آپؐ کو سچا جانتے تھے مگر اس سچی بات پر یقین نہ کیا۔ آپؐ کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ بُرا بھلا کہنے والوں میں آپؐ کا چچا ابولہب سب سے آگے آگے تھا، بولا کیا تم نے ہمیں اسی لیے بلایا تھا؟

کوہِ صفا پر

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر تمام اہلِ مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور سوئے دشت اور چڑھ کے کوہِ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ "اے آلِ غالب
سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق یا کاذب"

کہا سب نے "قول آج تک کوئی تیرا کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا"
کہا "گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا تو باور کروگے اگر میں کہوں گا
کہ فوجِ گراں، پُشتِ کوہِ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمھیں گھات پا کر"

کہا "تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے کہ بچپن سے "صادق" ہے تو اور "امیں" ہے"
کہا "گر مری بات یہ دل نشیں ہے تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا"

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگادی اِک آواز میں سوتی بستی جگادی
پڑا ہر طرف غل یہ، پیغامِ حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت وجبل نامِ حق سے

(حالی)

اللہ کا دین پھیلتا رہا

اللہ کا دین آہستہ آہستہ پھیلتا رہا۔ کافر پریشان تھے۔ کیا کریں، کیسے حق کی راہ روکیں۔ محمدؐ اکیلے ہیں، تھوڑے سے ساتھی ہیں، بے یار و مددگار ہیں، پھر بھی لوگ ان کی طرف کھنچ رہے ہیں، باپ دادا کا دین مٹ رہا ہے۔ سب مل کر ابوطالب کے پاس

گئے بولے: ''ابوطالب! سارے خاندان کی عزت خاک میں مل رہی ہے۔ بھتیجے کو روکیے۔ وہ ہمارے آپ کے معبودوں کو جھٹلا رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ عبادت کے لائق صرف اللہ ہے۔ ہم سب نادان ہیں کہ لات و مَنات کی پوجا کررہے ہیں۔ اب پانی سر سے اونچا ہورہا ہے۔'' ابوطالب نے کسی طرح ان سے پیچھا چھڑایا۔ پیارے رسولؐ اپنا کام کرتے رہے، دین پھیلتا رہا۔

کافر پھر ابوطالب کے پاس آئے ، ڈرایا دھمکایا، جان کا خوف دلایا۔ ابوطالب سوچ میں پڑ گئے، بھتیجے کو بلایا کہا: بیٹے! مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو۔ پیارے رسولؐ ذرا نہ گھبرائے، بولے: چچا جان! یہ کام تو اللہ کا ہے، وہ میری مدد کرے گا۔ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لاکر رکھ دیں تب بھی میں اس کام سے باز نہ آؤں گا۔ یہ کہتے ہوئے آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ابوطالب بولے: جاؤ بیٹا! اطمینان سے اپنا کام کرتے رہو، میں تمھیں ظالموں کے ہاتھ میں نہ دوں گا۔

غم کا سال

کچھ ہی دن بعد آپؐ کے چچا ابوطالب چل بسے۔ پیاری بیوی خدیجہؓ کا بھی انتقال ہوگیا۔ ان دونوں سے آپؐ کو بہت ڈھارس رہتی تھی۔ ان کے مرنے کا آپؐ کو بہت رنج ہوا۔ کافر پہلے ابوطالب سے ڈرتے تھے، بی بی خدیجہؓ کا لحاظ کرتے تھے۔ ان کے مرنے پر جی بھر کر ستانے لگے۔ یہ سال پیارے رسولؐ کے لیے بہت سخت تھا۔ اس سال کو آپؐ غم کا سال کہتے تھے۔

حبشہ کی ہجرت

کافر برابر پیارے رسولؐ کو اور پیارے رسولؐ کے پیارے ساتھیوں کو ستاتے رہے، طرح طرح کے دکھ دیتے رہے۔ جب پانی سر سے اونچا ہوگیا، قرآن پڑھنا، اللہ کی عبادت کرنا، دین پر چلنا، دوسروں کو دین کی باتیں بتانا، سب دوبھر ہوگیا تو آپؐ نے مسلمانوں سے فرمایا:

پیارے ساتھیو! تم نے دین کے لیے بہت دکھ جھیلے، اب جو چاہے ملکِ حبش چلا جائے۔ حبش کا بادشاہ نجاشی ہے۔ نجاشی بہت نیک ہے۔ وہاں کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ آزادی سے دین پر عمل کرسکو گے، دین پھیلانے کا بھی موقع ملے گا۔

چنانچہ بہت سے مسلمان گھر بار چھوڑ کر حبش چلے گئے۔ کافروں کے ظلم سے تنگ آ کر وطن چھوڑ دیا۔ دین کی خاطر دوسرے ملک میں جابسے۔ اسی کو ''ہجرت'' کہتے ہیں۔

کافروں نے اب بھی چین نہ لینے دیا۔ مسلمانوں کا پیچھا کرتے ہوئے حبش پہنچے۔ نجاشی سے شکایت کی۔ مسلمان دربار میں بلائے گئے۔ حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفرؓ مسلمانوں کے سردار تھے۔ انھوں نے نجاشی کے دربار میں ایک تقریر کی۔ تقریر بہت اچھی تھی۔ انھوں نے فرمایا:

حضرتِ جعفرؓ کی تقریر

''اے بادشاہ! ہم نادان تھے، جاہل تھے، بت پوجتے، مردار کھاتے، بدکاری کرتے، فحش بکتے، ناپاک رہتے، آپس میں لڑتے، امیر غریبوں پر ظلم کرتے، نہ مہمانوں کی عزت ہوتی، نہ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ ہوتا، بھائی بھائی سے لڑتا، طاقت ور کم زور کو ستاتا۔ غرض ہم بُرے تھے ہمارے سارے کام بُرے تھے۔ اللہ کو ہم پر رحم آیا، ہماری ہدایت کا انتظام فرمایا۔ ہم میں ایک رسول بھیجا، ہم سب اس سے پہلے سے واقف تھے۔ وہ بہت ہی نیک تھا، صادق اور امین تھا، اس نے سیدھی راہ دکھائی، سچے دین کی دعوت دی، اللہ کا راستہ بتایا، آپس میں محبت کرنا سکھایا۔ اس نے ہمیں سمجھایا، کہ ہم بُت پوجنا چھوڑ دیں، اللہ کی عبادت کریں، سچ بولیں، وعدہ پورا کریں، برائیوں سے بچیں، گناہوں سے دور رہیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، ظلم سے باز آجائیں، پڑوسیوں کو دکھ نہ دیں، ہر طرح کا آرام پہنچائیں، بھولی بھالی عورتوں پر تہمت نہ لگائیں، نماز پڑھیں روزے رکھیں، اللہ کی راہ میں مال خرچ کریں، آپس میں مِل جُل کر رہیں۔ ہم نے اسے نبی جانا، اللہ کا رسول مانا، اس کی باتوں پر عمل کیا۔ ہماری قوم

ہماری دشمن بن گئی، ہمیں ستانے لگی۔ اس لیے ہم اپنا وطن چھوڑ کر یہاں چلے آئے۔"

نجاشی نے حضرت جعفرؓ کی تقریر سنی۔ تقریر بہت اچھی تھی، بڑے غور سے سنی، حضرت جعفرؓ کی باتوں کا اثر لیا، ان سے قرآن شریف سنا، قرآن شریف سن کر رونے لگا، کافروں کو نکلوادیا، مسلمانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ کچھ دن بعد خود بھی مسلمان ہوگیا۔ (اللہ کی رحمت ہو اس پر)

پیارے رسولؐ نے ہجرت نہیں کی۔ آپؐ حبش نہیں گئے، مکے میں جمے رہے، دُکھ سہتے رہے، اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ آپؐ میلوں میں جاتے، منڈیوں میں جاتے، حج کے موقعے پر جگہ جگہ سے آئے ہوئے لوگوں کو دین کی باتیں بتاتے۔ اس طرح رفتہ رفتہ مکّے کے باہر دین پھیلتا رہا۔

طائف کا سفر

مکے سے کوئی اَسّی کلومیٹر دور ایک بستی ہے، اس کا نام طائف ہے۔ گرمیوں میں لوگ وہاں سیر و تفریح کے لیے جایا کرتے تھے۔ مکے میں دین کا کام کرتے کرتے پیارے رسولؐ کو بہت دن ہوگئے تھے۔ مکے کا ایک ایک آدمی آپؐ کا دشمن تھا۔ کوئی آپؐ کی بات پر دھیان نہ دیتا۔ آپؐ نے سوچا کہ اب طائف جاکر کیوں نہ اللہ کا پیام سناؤں۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں کچھ لوگ سنیں اور کچھ ساتھی مل جائیں اور مل کر اللہ کے دین کا کام کریں۔ یہ سوچ کر آپؐ طائف گئے۔ طائف کے لوگ بہت بُرے تھے۔ انھوں نے آپؐ کی باتیں نہیں سنیں، آپؐ کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ پتھروں سے مارا، گالیاں دیں، ستانے کے لیے نادان اور شریر بچے پیچھے لگادیے، آپ لہو لہان ہوگئے، مگر بددعا نہ کی، برابر دُعا ہی کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ! یہ ناواقف ہیں اِن کو ہدایت دے۔

درود ہو پیارے رسولؐ پر سلام ہو پیارے رسولؐ پر۔

معانی و اشارات

ہدایت	:	رہ نُمائی ، راہ دکھانا
باغی	:	سرکش، حکم نہ ماننے والا
غش کھانا	:	بے ہوش ہوجانا
انجمن	:	محفل، کمیٹی، مجلس
بَرَہنَہ	:	ننگا

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱- پیارے رسولؐ سے پہلے دنیا کا کیا حال تھا؟

۲- آپؐ نے نوجوانی میں کس طرح امن کی کوشش کی اور اس کا کیا اثر ہوا؟

۳- سب لوگ آپؐ کو ''صادق'' اور ''امین'' کیوں کہتے تھے؟

۴- حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو شادی کا پیغام کیوں دیا؟

۵- آپؐ کس سال کو غم کا سال کہتے تھے؟

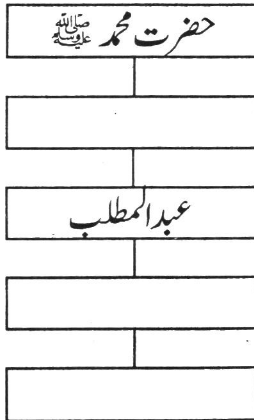
۶- آپؐ نے شام کا سفر کیوں کیا تھا؟

۷- ملک حبش کے بادشاہ کا کیا نام تھا؟

۸- حضرت جعفرؓ کی تقریر کا نجاشی پر کیا اثر ہوا؟

۹- ہجرت کسے کہتے ہیں؟

(ب) خالی خانوں میں قبیلۂ قریش کے مشہور افراد کے نام اس ترتیب کے ساتھ لکھیے کہ رشتہ داری کا سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جائے۔



خانہ پُری کیجیے:

۱- سب سے پہلے رسول حضرت .... تھے

۲- ہمارے رسولؐ .... دو شنبہ کے روز مکّے میں پیدا ہوئے۔

۳- عبدالمطلب نے .... کا پتا لگایا اور اُسے صاف کرایا۔

۴- آپؐ .... کی عمر تک بی بی حلیمہ سعدیہ کے پاس رہے۔

۵- چھے سال کی عمر میں آپؐ کی .... کا انتقال ہوا۔

۶- آپؐ جب آٹھ سال کے ہوئے تو آپ کے .... کا انتقال ہوگیا۔

۷- ....سال کے عمر میں آپ فجار کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

۸- نبی بنائے جانے سے پہلے آپؐ .... میں تشریف لے جاتے اور اللّٰہ کی عبادت کرتے۔

۹- نبی بنائے جانے کے بعد .... پہاڑی کے دامن میں آپؐ نے لوگوں کو جمع کیا اور وعظ فرمایا۔

(ج) ایک جیسے نمبر شمار لکھ کر مناسب جوڑے لگایئے، جیسے

(الف)	(ب)
(۱) عبدالمطلب	ابو جان
عبداللّٰہ	پیارے چچا
ابوطالب	حضرت محمدؐ کے غلام
حضرت خدیجہؓ	امی جان
حضرت علیؓ	حضرت خدیجہؓ کے غلام
حضرت حلیمہؓ	پیاری بیوی
بی بی آمنہ	دودھ اماں
حضرت جعفرؓ	حضرت علیؓ کے بھائی
حضرت زیدؓ	چچازاد بھائی
میسرہ	(۱) دادا

(د) درج ذیل عنوانات پر چھے سات جملے لکھیے:

(۱) ''حجر اسود کا جھگڑا آپ نے کیسے چکایا؟'' (۲) ''طائف کے سفر کا حال''

(ہ) درج ذیل معلومات صحیح ہیں یا غلط۔ نشان دہی کیجیے:

		صحیح	غلط
(۱)	پیارے رسولؐ ۱۰ ربیع الاوّل دوشنبہ کے روز پیدا ہوئے	( )	( )
(۲)	مکہ ہمارے ملک ہندوستان سے دکھن کی طرف ہے	( )	( )
(۳)	سات سال کی عمر میں آپؐ کی امی جان اللہ کو پیاری ہوگئیں	( )	( )
(۴)	آپؐ کی امی جان کی قبر ''ابوا'' میں ہے	( )	( )
(۵)	آٹھ سال کی عمر میں آپؐ کے دادا چل بسے	( )	( )
(۶)	حضرت خدیجہؓ آپؐ سے عمر میں پندرہ سال بڑی تھیں	( )	( )
(۷)	رمضان کا مبارک مہینہ تھا جب آپؐ کے پاس جبریلؑ اللہ کا کلام لے کر آئے	( )	( )

(و) خالی جگہوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں کے نام تحریر کیجیے:

۱- مردوں میں

۲- عورتوں میں

۳- لڑکوں میں

۴- غلاموں میں

کچھ اور کام

حضرت جعفرؓ نے نجاشی کے دربار میں جو تقریر کی تھی اسے زبانی یاد کرکے سنایئے۔

۱۹

ہماری پاک مائیں

پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی بیویاں تھیں۔ سب ہی بڑی نیک اور سچی تھیں۔ ان کو ہم ''اُمَّہاتُ المومنین'' کہتے ہیں۔ ''امّہات المومنین'' کے معنیٰ ہیں مسلمانوں کی مائیں۔ پیارے رسولؐ ہم سب مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں۔ آپؐ نے ہمیں سیدھی راہ بتائی، اللہ کی مرضی پر چلنا سکھایا، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے پیارے رسولؐ کی بیویوں کو مسلمانوں کی مائیں کہا ہے۔

ہم سب مسلمان ان کا بڑا ادب و احترام کرتے ہیں، جس طرح اپنی سگی ماں کا ادب و احترام کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ ان بی بیوں نے دین کی خدمت کی۔ دین کے پھیلانے میں بڑی کوشش کی۔ ہر حال میں پیارے رسول کا ساتھ دیا۔ ان کی زندگیاں تمام دنیا کی عورتوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ آپؐ کی بیویوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت مشہور ہیں۔

دادی اماں اکثر مجھے ان کے حالات سناتی رہتی ہیں۔ لیجیے آپ بھی سنیے:

حضرت خدیجہؓ

حضرت خدیجہؓ پیارے رسولؐ کی سب سے بڑی بیوی تھیں۔ بی بی خدیجہؓ بڑی نیک اور اچھی بی بی تھیں۔ ان کے والد کا نام خویلد تھا۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنتِ زائدہ تھا۔ چالیس سال کی تھیں جب پیارے رسولؐ سے ان کی شادی ہوئی۔

بی بی خدیجہؓ پیارے رسولؐ کو بہت چاہتی تھیں۔ وہ بڑی مال دار خاتون تھیں۔ اُنھوں نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔ پیارے رسولؐ کی بڑی خدمت کی۔ جب کافر لوگ پیارے رسولؐ کو ستاتے، کہنا نہ مانتے تو وہ آپؐ کو تسلی دیتیں، ہر طرح مدد کرتیں۔ پیارے رسولؐ کو بھی ان سے بڑی محبت تھی۔ ان کے انتقال کے بعد پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بہت یاد کرتے تھے۔ جب کوئی اچھی چیز گھر میں پکتی، بی بی خدیجہؓ کی سہیلیوں کے لیے بھجوادیتے۔ پیارے رسولؐ فرماتے: جب لوگوں نے میری بات نہیں مانی تو خدیجہؓ نے میری بات مانی، جب سب لوگ کافر تھے اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں، جب کوئی میری مدد کرنے والا نہیں تھا اس وقت انھوں نے میری مدد کی۔ پینسٹھ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ٥

بی بی خدیجہؓ کے انتقال سے پیارے رسولؐ کو بڑا صدمہ پہنچا۔ آپؐ اکثر غم گین رہا کرتے۔ آپؐ اس سال کو ''عامُ الحزن'' کہتے تھے۔ ''عام الحُزن'' کے معنی ہیں غم کا سال۔

بی بی خدیجہؓ کا لقب طاہرہ تھا۔ اور سچی بات یہ ہے کہ وہ بڑی پاکیزہ خاتون تھیں۔ دین کے پھیلانے میں انھوں نے بڑے دکھ سہے۔

ایک بار کافروں نے پیارے رسولؐ کو ابوطالب کی گھاٹی میں قید کردیا۔ حضرت خدیجہؓ بھی پیارے رسولؐ کے ساتھ اس گھاٹی میں رہیں، اور ہر طرح کے دکھ سہتی رہیں۔ لوگ اس گھاٹی میں بھوک پیاس کی تکلیفیں برداشت کرتے لیکن دین پر قائم رہے۔

پیارے رسولؐ نے فرمایا: دنیا کی تمام عورتوں میں سب سے بہتر حضرت مریم علیہاالسلام اور حضرت خدیجہؓ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔

حضرت عائشہؓ

پیارے رسولؐ کی بہت چہیتی بیوی تھیں، اور کیوں نہ ہوں۔ وہ تھیں بھی ایسی ہی۔ دین کا علم انھوں نے خوب سیکھا تھا۔ قرآن و حدیث کی بڑی ماہر تھیں۔ بڑے بڑے

صحابی ان سے دین کی باتیں پوچھتے تھے۔

ان کے ابو جان حضرت ابوبکر صدیقؓ پیارے رسول ﷺ کے بڑے پیارے صحابی تھے۔ ان کی امی کا نام زینب تھا اور اُمِّ رومان کُنیّت تھی۔ حضرت عائشہؓ ابھی چھے سال کی تھیں کہ ابوجان نے پیارے رسولؐ سے اُن کی شادی کردی۔ نو سال کی ہوئیں تو رخصتی ہوگئی۔ بی بی عائشہؓ نے پیارے رسولؐ کی بڑی خدمت کی۔ بی بی عائشہؓ کے کمرے ہی میں پیارے رسولؐ دفن کیے گئے۔

حضرت عائشہؓ دین کے علم میں تمام عورتوں سے بڑھ کر تھیں بلکہ چند کو چھوڑ کر مردوں سے بھی انھیں دین کا علم زیادہ حاصل تھا۔ انھوں نے پیارے رسولؐ سے دوسو اکیّس حدیثیں بیان کی ہیں جو حدیث کی مشہور کتابوں صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

قرآن پاک میں کئی آیتیں ان کی تعریف میں اُتریں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکی اور پاکی کی گواہی دی۔ پیارے رسولؐ بھی ان کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔

بی بی عائشہؓ بہت ہی بہادر اور سخی خاتون تھیں۔ غریبوں کا انتہائی خیال رکھتی تھیں۔ کبھی کسی کا احسان نہیں لیتی تھیں۔ ہر کام اپنے ہاتھ سے کرلیتیں۔ اپنی تعریف سننا بالکل پسند نہ تھا۔ کبھی کسی کی غیبت نہ کرتیں۔ انھی خوبیوں کی وجہ سے پیارے رسولؐ کو بھی اُن سے انتہائی محبت تھی۔

بی بی عائشہؓ پیارے رسول ﷺ کے بعد اڑتالیس سال تک زندہ رہیں۔ اُنھوں نے تمام عمر دین کی خدمت اور اشاعت میں گزار دی۔ بڑے بڑے صحابہ نے آپ سے دین کا علم سیکھا۔ تریسٹھ سال کی عمر میں آپؓ نے وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ٥

معانی و اشارات

لقب : وہ نام جو کسی خاص خوبی یا برائی کی وجہ سے پڑ گیا ہو

کُنّیت : وہ نام جو ماں باپ یا اولاد کی طرف نسبت کر کے بولا جائے

اشاعت : پھیلانا ، عام کرنا

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱- ''اُمّہات المومنین'' کن کو کہا جاتا ہے؟ اور انھیں ''امہات المومنین'' کیوں کہتے ہیں؟

۲- پیارے رسولؐ سے شادی کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر کیا تھی؟

۳- بی بی خدیجہؓ کے انتقال پر آپؐ کو بڑا صدمہ کیوں پہنچا؟

۴- کن عورتوں کے بارے میں پیارے رسولؐ نے فرمایا کہ وہ دنیا کی تمام عورتوں سے بہتر ہیں؟

۵- ''اُمّ رومان'' کِس کی کنیت تھی؟

۶- کن خوبیوں کی وجہ سے پیارے رسولؐ کو حضرت عائشہؓ سے انتہائی محبت تھی؟

(ب) نیچے دی گئی معلومات صحیح ہیں یا غلط؟ نشان دہی کیجیے۔ ساتھ ہی جو غلط معلومات درج ہیں انھیں درست کر کے لکھیے۔

		صحیح	غلط
(۱)	امہات المومنین کا ادب و احترام اپنی سگی ماں سے بھی بڑھ کر کرنا چاہیے۔	{ ✓ }	{ }
(۲)	بی بی خدیجہؓ کی امی کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا	{ }	{ }
(۳)	''عام الحزن'' کے معنی ہیں غم کا مہینہ	{ }	{ }
(۴)	بی بی خدیجہؓ کا لقب عفیفہ تھا۔	{ }	{ }

(۵) صحیح بخاری اور صحیح مسلم فقہ کی دو مشہور کتابوں کے نام ہیں { } { } { } { }

....

(۶) بی بی عائشہؓ آپؐ کے بعد اڑتالیس سال تک زندہ رہیں { } { } { } { }

....

(۷) بی بی عائشہؓ نے چونسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی { } { } { } { }

....

(ج) پانچ چھے جملوں میں بی بی عائشہؓ کی وہ خصوصیات تحریر کیجیے جن کی وجہ سے آپؓ بعض بڑے صحابیوںؓ پر فوقیت رکھتی تھیں؟

(د) مناسب الفاظ سے خالی جگہیں پُر کیجیے۔

ا۔ ''امہات المومنین'' کے معنی ہیں ....

ب۔ .... پیارے رسولؐ کی سب سے بڑی بی بی تھیں۔

ج۔ بی بی خدیجہؓ کے ابوجان کا نام ....تھا۔

د۔ بی بی خدیجہؓ کی وفات ....سال کی عمر میں ہوئی۔

ہ۔ بی بی عائشہؓ کے ابوجان کا نام .... اور امی کا نام.......... تھا۔

و۔ پیارے رسولؐ .... کے کمرے میں دفن کیے گئے۔

ز۔ بی بی عائشہؓ نے آپؐ سے .... حدیثیں بیان کی ہیں۔

۲۰

پیارے نبیؐ کی پیاری بیٹی

حضرت فاطمہؓ

پیارے رسول ﷺ کی آٹھ اولادیں ہوئیں، چار لڑکے اور چار لڑکیاں۔ ان میں سے حضرت فاطمہؓ بہت مشہور ہیں۔ دادی اماں اکثر ان کا حال سناتی ہیں اور کہتی ہیں کہ تمام دنیا کی مسلمان عورتوں کے لیے حضرت فاطمہؓ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

بی بی فاطمہؓ پیارے رسولؐ کی سب سے چہیتی بیٹی تھیں۔ ان کی امی جان کا نام حضرت خدیجہؓ تھا۔ حضرت فاطمہؓ بڑی نیک اور عبادت گزار بی بی تھیں، رات دن اللہ کی عبادت کرتیں، سادہ زندگی گزارتیں، گھر کا سارا کام کاج خود کرتیں، اور ہر حال میں خوش رہتیں۔

بی بی فاطمہؓ کا نکاح پیارے رسولؐ کے چچازاد بھائی حضرت علیؓ کے ساتھ ہوا تھا۔ اُن کے کئی بچے ہوئے، جن میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بہت مشہور ہیں۔

پیارے رسولؐ حضرت فاطمہؓ کو بہت چاہتے تھے اور کیوں نہ چاہتے، بی بی فاطمہؓ تھیں بھی تو بہت نیک۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔" پیارے رسولؐ جب کبھی سفر سے واپس آتے، مسجد میں جاکر دو رکعت نفل پڑھتے اور پھر سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ پیارے رسولؐ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ حضرت عائشہؓ نے جواب میں فرمایا "فاطمہؓ۔"

بی بی فاطمہؓ میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ شرم و حیا تو گویا ان میں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے کہنے پر اپنے ابوجان کے پاس گئیں کہ خدمت کے لیے کوئی خادمہ مل جائے۔ جانے کو تو چلی گئیں لیکن وہاں دیکھا کہ کچھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ مارے شرم کے کچھ نہ کہہ سکیں اور دبے پاؤں واپس چلی آئیں۔ حضرت علیؓ کے اکسانے پر دوبارہ پھر گئیں مگر شرم کے مارے زبان سے کچھ نہ کہہ سکیں۔ اگلے روز پیارے رسولؐ خود ہی بیٹی کے گھر پہنچے اور پوچھا۔ بیٹی فاطمہؓ! کیا ضرورت تھی؟ فاطمہؓ چپ رہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، ”یا رسول اللہ! چکّی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں گٹّے اور مَشک اٹھاتے اٹھاتے گردن میں نشان پڑ گئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے ہوئے ہیں، میں نے ہی اُن سے کہا تھا، پیارے رسولؐ سے جا کر کہو شاید کہ کوئی خادمہ مل جائے۔“

پیارے رسولؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا، ”بیٹی! صبر کرو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ کے احکام بجالاتی رہو اور رات کو سوتے وقت ۳۳ بار سُبحَانَ اللہِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکبَرُ پڑھ لیا کرو۔ بیٹی! جاؤ یہ عمل تمھارے لیے خادمہ سے زیادہ بہتر ہوگا۔“

بی بی فاطمہؓ نے فرمایا: ابوجان! میں اللہ اور رسولؐ سے اس حال میں بھی خوش ہوں۔ یہی تسبیح، ”تسبیح فاطمہؓ“ کے نام سے مشہور ہے۔

شرم و حیا لڑکیوں کا سب سے قیمتی زیور ہے۔ بی بی فاطمہؓ کا تو یہ حال تھا کہ ہر وقت اپنا جسم سر سے پاؤں تک بہت احتیاط سے ڈھکے رہتیں، پانی خود بھر بھر کر لاتیں مگر کیا مجال کہ جسم کا کوئی حصہ کھل جائے۔ بی بی فاطمہؓ نے زندگی بھر کوئی ایسا باریک کپڑا نہیں پہنا جس سے جسم کی نمائش ہو۔ زندگی میں تو وہ ہمیشہ احتیاط کرتی رہیں مگر آخری وقت میں جب بیمار پڑیں تو اکثر فکر مند رہتیں کہ مرنے کے بعد کہیں لاش کی بے پردگی نہ ہو، کیوں کہ اس وقت تک عورتوں کا جنازہ بھی مردوں ہی کی طرح کھلا ہوا جاتا تھا۔ بی بی اسماءؓ سے باتوں باتوں میں ذکر آیا۔ انھوں نے فرمایا بہن! حبش میں یہ رواج ہے کہ

عورتوں کے جنازے پر لکڑی کھڑی کر کے پردہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر انھوں نے کھجوروں کی ٹہنیاں لیں اور پردہ تان کر دکھایا۔ بی بی فاطمہؓ کو یہ طریقہ بہت پسند آیا، چنانچہ بی بی فاطمہؓ کے جنازے پر بھی اسی طرح پردہ تانا گیا۔ اور اسی وقت سے عورتوں کے جنازے پر پردہ لگایا جانے لگا۔

بی بی فاطمہؓ کو اپنے ابو جانؐ سے بہت محبت تھی، دل و جان سے آپؐ کا کہنا مانتیں، ہر کام میں آپؐ کی خوشی کا خیال رکھتیں اور کبھی کوئی ایسا کام نہ کرتیں جس سے پیارے رسولؐ ناراض ہوں۔

ایک بار پیارے رسولؐ سفر سے واپس آئے تو حضرت فاطمہؓ نے خوشی کے مارے گھر کو سجایا، دروازے پر رنگین پردہ لٹکایا اور اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے۔ پیارے رسولؐ اپنی عادت کے مطابق سب سے پہلے بیٹی سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ دروازے پر جا کر جب یہ سب کچھ دیکھا تو بغیر ملے ہوئے واپس چلے گئے۔ بی بی فاطمہؓ نے اپنے ابوجان کی ناراضی کا حال سنا تو بہت غم گین ہوئیں، آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ پردہ اور کنگن اتروادیے اور اپنے ابوجان کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے اُن کو صدقہ کردیا ہے آپؐ جس کو چاہیں دے دیں۔ آپؐ نے کنگن بیچ ڈالے اور یہ رقم اُن غریب مسلمانوں پر خرچ کردی جو دین کا علم سیکھنے کے لیے مسجد نبوی کے چبوترے پر رہا کرتے تھے۔

بی بی فاطمہؓ کی اسی دین داری، سادگی اور شرم و حیا کا اثر تھا کہ ان کی گود میں پل کر حضرت حسینؓ جیسے جی دار مجاہد اٹھے جنھوں نے دین کی لاج رکھنے کے لیے اپنی جان تک قربان کردی۔

پیارے رسولؐ جب سخت بیمار پڑے تو آپؐ نے بی بی فاطمہؓ کو بلوایا۔ جب وہؓ تشریف لے آئیں تو قریب بلا کر کان میں کچھ باتیں کیں، وہ رونے لگیں۔ پھر بلا کر کان میں کچھ کہا تو ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہؓ نے بی بی فاطمہؓ سے پوچھا تو کہنے لگیں پہلی بار تو ابو جان نے فرمایا: میں اس مرض میں اب تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ جب میں رونے لگی

تو آپؐ نے فرمایا: "فاطمہؓ! خاندان میں تم سب سے پہلے مجھ سے آ کر ملوگی، تو میں ہنسنے لگی۔
بی بی فاطمہؓ پیارے رسولؐ کے بعد چھے مہینے تک زندہ رہیں اور ۳/ رمضان ۱۱ھ کو دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئیں۔ ہم سب اللہ کے بندے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بی بی فاطمہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱- سفر سے واپسی پر پیارے رسول کا کیا معمول تھا؟
۲- مسلمان لڑکیوں کو کس قسم کا لباس پہننا چاہیے؟
۳- حضرت فاطمہؓ بیماری کی حالت میں کس بات کے لیے فکر مند رہتی تھیں؟
۴- عورتوں کے جنازے پر پردہ لگانا کب سے شروع ہوا؟
۵- حضرت فاطمہؓ نے پردہ اور کنگن کیوں اتروائے؟
۶- مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کے لیے حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں کیا کیا نمونے ہیں؟
۷- نبی کریمؐ نے حضرت فاطمہؓ کو صبر اور تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کس موقعے پر کی؟
۸- تسبیحِ فاطمہؓ کسے کہتے ہیں؟
۹- بی بی فاطمہؓ کے رونے اور ہنسنے کی وجہ تحریر کیجیے؟

(ب) خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) پیارے رسولؐ کی آٹھ اولادیں ہوئیں ....لڑکے اور ....لڑکیاں
(ب) بی بی فاطمہؓ کی امی کا نام .... تھا۔
(ج) بی بی فاطمہؓ کا نکاح .... کے ساتھ ہوا تھا۔
(د) بی بی فاطمہؓ کے کئی بچے ہوئے ان میں .... اور ....بہت مشہور ہوئے۔
(ہ) ....کو بی بی فاطمہؓ کی وفات ہوئی۔

کچھ اور کام

تسبیحِ فاطمہؓ یاد کر کے سنائیے اور پڑھا بھی کیجیے۔

۲۱

دس جنّتی

وہ لوگ کتنے خوش نصیب تھے جنھوں نے پیارے رسولؐ کو دیکھا، آپؐ پر ایمان لائے، عمر بھر آپؐ کے ساتھ رہے، اور آپؐ کی اطاعت کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ یہ لوگ صحابہؓ کہلاتے ہیں۔ صحابہؓ بڑے اچھے تھے۔ دن رات اللہ کی عبادت کرتے، پیارے رسولؐ سے محبت کرتے، آپؐ کا کہا مانتے، دل و جان سے آپؐ پر فدا ہوتے، کبھی آپؐ کی نافرمانی نہ کرتے، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی خوشی کے کام کرتے۔ اللہ تعالیٰ جن سے خوش ہوتا ہے انھیں جنت دیتا ہے، یہ تو قیامت کے دن ہی معلوم ہوگا کہ کس کو اللہ تعالیٰ جنت میں بھیجے گا اور کس کو دوزخ میں لیکن پیارے رسولؐ کے بعض صحابہؓ کو دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری مل گئی تھی۔ یوں تو بہت سے صحابہؓ کو پیارے رسولؐ نے اشاروں میں جنت کی خوش خبری سنائی تھی لیکن دس صحابی ایسے ہیں جن کو پیارے رسولؐ نے ایک ساتھ جنت کی خوش خبری سنائی۔ ان کو عشرۂ مُبَشَّرہ کہتے ہیں یعنی وہ دس آدمی جن کو جنت کی خوش خبری دی گئی۔ ہر مسلمان کا جی چاہتا ہے کہ وہ ان جیسا بننے کی کوشش کرے، ان کے پیچھے چلے اور جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہو۔

ان دس جنتیوں میں سے چار تو بہت ہی مشہور ہیں:

۱- حضرت ابوبکر صدیقؓ   ۲- حضرت عمر فاروقؓ

۳- حضرت عثمان غنیؓ   ۴- حضرت علی مرتضیٰؓ

یہ چاروں بزرگ پیارے نبیؐ کے بعد اسی ترتیب سے خلیفہ ہوئے۔ ان کو

خلفائے راشدین کہتے ہیں اور ان کی حکومت کو ''خلافتِ راشدہ'' کے مبارک نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ جو چھے اور صحابی ہیں ان کے نام یہ ہیں:

۵- حضرت زبیر بن عوامؓ ۶- حضرت طلحہ ابن عبداللہؓ

۷- حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ۸- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

۹- حضرت ابوعُبیدہ بن جرّاح ۱۰- حضرت سعید بن زیدؓ

۱-حضرت ابوبکر صدیقؓ

آپؓ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ مردوں میں سب سے پہلے آپؓ ہی پیارے رسولؐ پر ایمان لائے۔ ایمان لانے سے پہلے بھی آپؓ کی زندگی نہایت صاف ستھری تھی۔ ہر گندگی اور گناہ سے آپؓ دور رہتے تھے۔ ابوبکر آپؓ کی کنیت تھی اور صدیق لقب۔ عام طور پر آپؓ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ آپؓ پیارے رسولؐ کے خسر تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؓ ہی خلیفہ ہوئے۔ اور دو سال ساڑھے تین مہینے تک آپؓ کی خلافت رہی۔ آپؓ نہایت ہی بُردبار، بہادر، بارُعب اور خدا ترس آدمی تھے۔ ہجرت کی رات میں آپؓ ہی پیارے رسولؐ کے ساتھ تھے۔ آپؓ کی کوششوں سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ جہاد کے میدان میں بھی آپؓ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ۲۱/جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو آپؓ اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جنت کی طرف رخصت ہوگئے۔ اللہ آپؓ سے راضی ہو۔

۲-حضرت عمر فاروقؓ

آپؓ کا نام عُمر بن خطّابؓ ہے، آپؓ حضرت ابوبکرؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ نہایت ہی بہادر، سمجھ دار اور بہترین انتظام کرنے والے تھے۔ حق و انصاف کے لیے آپؓ ہر وقت ننگی تلوار بنے رہتے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو فاروق کا لقب دیا تھا۔ یعنی حق کو باطل سے بالکل ممتاز کرنے والا۔ عرب میں آپؓ کی دلیری اور قوت کا بڑا چرچا تھا۔ لوگ آپؓ کے نام سے لرزتے تھے۔

آپؓ بھی پیارے رسولؐ کے خسر تھے۔ آپؓ نے بصرہ اور کوفہ دو مشہور شہر آباد کیے۔ آپؓ نے اپنے زمانے میں بیت المال قائم کیے، بہت سے محکمے اور دفاتر قائم کیے، اور بڑے انصاف اور خوبی کے ساتھ حکومت کا نظام چلایا۔ آپؓ کے زمانے میں اسلامی خلیفہ کے لیے امیرُالمومنین کا لقب رائج ہوا۔ ۲۴ھ میں آپؓ ایک پارسی غلام کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اللہ آپؓ سے راضی ہو۔

۳۔ حضرت عثمان غنیؓ

آپؓ کا نام عثمان بن عفّان ہے اور لقب ''ذوالنّورین'' ہے۔ دین کے ساتھ اللہ نے دولت بھی خوب دے رکھی تھی۔ مگر آپؓ نے اپنی ساری دولت اللہ کی راہ میں لٹادی۔ آپؓ پیارے رسولؐ کے داماد تھے۔ مکے والوں کی سختی سے پریشان ہوکر پہلے آپؓ نے حبش کو ہجرت فرمائی اور پھر مدینے تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ قرآن کی تعلیم عام کرنے کی کوشش میں شب و روز لگے رہتے اور نہایت سادہ زندگی گزارتے۔ خلافت کا ساتواں سال تھا کہ باغیوں نے جمعے کے دن عصر کے وقت آپؓ کو شہید کردیا۔ اللہ آپؓ سے راضی ہو۔

۴۔ حضرت علی مرتضیٰؓ

آپؓ کا نام علی ابن ابی طالب ہے، ابوتُراب کُنّیت اور حیدر لقب ہے۔ پیارے رسولؐ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ ہجرت کی رات میں پیارے رسولؐ آپؓ ہی کو اپنے بستر پر لٹا کر مدینے کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ علم اور نیکی میں بے مثال تھے، نہایت بہادر اور دلیر تھے۔ تمام اسلامی جنگوں میں شریک ہوئے۔ غزوۂ تبوک میں پیارے رسول آپؓ ہی کو گھر والوں کی دیکھ بھال کے لیے چھوڑ گئے تھے۔ آپؓ کچھ غم زدہ ہوئے تو پیارے رسولؐ نے فرمایا، علی! تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لیے ہارونؑ تھے۔ ۴۰ھ میں ابن مُلجم کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اللہ آپؓ سے راضی ہو۔

۵-حضرت زبیر بن عوامؓ

زبیر نام اور ابوعبداللہ کنیت تھی، والد کا نام عوام اور والدہ کا نام صفیہؓ تھا۔ حضرت صفیہؓ پیارے رسولؐ کی پھوپھی تھیں۔ اس طرح حضرت زبیرؓ پیارے رسولؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ آپؓ حضرت ابوبکرؓ کے داماد اور حضرت خدیجہؓ کے سگے بھتیجے تھے۔

قبول اسلام

پیارے رسولؐ کو نبی ہوئے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے تھے، صرف چھ سات آدمی ہی مسلمان ہوئے تھے اور حضرت زبیرؓ کی عمر ۱۶ سال کی تھی کہ ایمان لائے۔ اس زمانے میں ایمان لانا کوئی آسان بات نہ تھی۔ حضرت زبیرؓ کو بھی اس نوعمری میں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی گئیں اور تو اور خود ان کے حقیقی چچا انھیں مارتے پیٹتے، چٹائی میں باندھ کر دھواں پہنچاتے کہ دم گھٹنے لگتا لیکن حضرت زبیرؓ کہتے ''اب اسلام تو میں نہیں چھوڑ سکتا۔''

ہجرت

آپؓ نے پہلے تو حبش کی طرف ہجرت کی۔ لیکن بعد میں جب مدینے کی ہجرت کا عام حکم ہوا تو آپؓ بھی مدینے چلے گئے۔ اور وہاں اپنی بہادری کے جوہر دکھاتے رہے۔

کارنامے

غزوۂ بدر میں نہایت دلیری سے لڑے۔ جس طرف رُخ کرتے صفیں کی صفیں بچھادیتے۔ خود فرماتے تھے کہ میرے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر زخم نہ ہوں، لیکن لڑائی سے کبھی منہ نہیں موڑا۔ اُحد کی لڑائی میں جب مشرکین نے حضورؐ پر تیر برسائے، اس وقت تیروں کے وار اپنے بدن پر روکتے رہے اور آپؐ کو تیروں سے بچاتے رہے۔ خیبر کی جنگ میں جب یہودیوں کا مشہور سردار مرحب قتل ہوا اور اس کے بھائی یاسر نے میدان میں آکر مقابلے کے لیے آواز لگائی تو مسلمانوں کی فوج سے حضرت زبیرؓ مقابلے

کے لیے نکلے۔ یاسر بڑے ڈیل ڈول کا ہٹا کٹا نوجوان تھا۔ اسے دیکھ کر حضرت زبیرؓ کی والدہ حضرت صفیہؓ ذرا جھجکیں لیکن پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''گھبراؤ نہیں 'اللہ کا سپاہی' اسے ٹھکانے لگادے گا''۔ ذرا دیر نہ لگی کہ حضرت زبیرؓ نے اسے جہنم رسید کردیا۔

حنین، طائف، تبوک سب ہی لڑائیوں میں حضرت زبیرؓ شریک رہے اور بڑی دلیری سے لڑے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جنگ یرموک میں شریک رہے اور اس زور سے حملہ کیا کہ دشمنوں کی فوج کو چیرتے ہوئے اُس پار نکل گئے۔ واپسی پر رومیوں نے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور سب نے مل کر سخت حملہ کیا لیکن آپؓ نے تنہا سب کا مقابلہ کیا اور واپس آئے۔ اللہ نے مسلمانوں کو فتح بخشی اور ملک شام پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

فتحِ شام کے بعد جب مصر پر حملہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے دس ہزار فوج اور چار افسر بھیجے اور لکھا کہ ہر افسر ایک ہزار سواروں کے برابر ہے، حضرت زبیرؓ بھی اُنھی میں سے تھے۔ لگ بھگ سات مہینے تک جنگ جاری رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ ایک دن حضرت زبیرؓ نے فرمایا: ''آج میں اسلام پر نثار ہوتا ہوں'' یہ کہہ کر تلوار لیے قلعے کی فصیل پر چڑھ گئے۔ چند اور مسلمان بھی ان کے پیچھے چڑھے اور سب نے مل کر ایک ساتھ نعرے لگائے۔ باہر کی فوج نے بھی جوش میں آکر نعرے لگائے۔ دشمن یہ سمجھے کہ مسلمان قلعے میں گھس آئے اور گھبرا کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ حضرت زبیرؓ نے اسی گڑبڑ میں قلعے کا دروازہ کھول دیا اور مسلمان اندر گھس گئے۔

شہادت

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے ملک میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت علیؓ نے امن وامان کی بڑی کوششیں کیں لیکن فساد کی آگ دب نہ سکی اور مسلمان آپس میں بری طرح لڑنے لگے۔ اس جنگ کو ''جنگ جمل'' کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ کے مقابلے میں ایک طرف حضرت زبیرؓ بھی تھے لیکن حضرت علیؓ نے جب آپؓ کو پیارے رسولؐ کا قول

یاد دلایا کہ ''ایک دن تم ناحق علیؓ سے لڑوگے'' تو آپؓ جنگ سے کنارہ کرکے بَصرہ کی طرف چل دیے لیکن عَمرو بن جرموز نامی ایک سپاہی آپؓ کے پیچھے ہولیا۔ عَمرو بن جرموز نے بات چیت کرکے آپؓ کو واپس لانا چاہا لیکن آپؓ کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔ عمرو بن جرموز ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ راہ میں ظہر کی نماز کا وقت آیا۔ آپؓ سجدے میں اپنے رب کے حضور سر رکھے ہوئے تھے کہ عمرو بن جرموز نے تلوار کا بھرپور وار کیا اور سرِ مبارک تن سے جدا ہوکر خاک و خون میں تڑپنے لگا۔ ہجرت کے چھتیسویں سال ۱۰ ار جمادی الاوّل کو آپؓ نے اس دنیا سے جنت کی طرف کوچ کیا۔ رضی اللہ عنہٗ

ابن جرموز حضرت زبیرؓ کی زِرہ اور تلوار لیے خوش خوش حضرت علیؓ کے پاس پہنچا۔ حضرت علیؓ نے تلوار دیکھی تو دل بھر آیا، آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا: ''جا ابن صفیہؓ کے قاتل جہنم تیری راہ تک رہی ہے''۔

حضرت زبیرؓ کی خوبیاں

۱۔ حضرت زبیرؓ بہت نیک ، خدا ترس اور سخی تھے۔ ہمیشہ ایثار سے کام لیتے۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں: قسم ہے اللہ کی کہ زبیرؓ سب سے زیادہ نیک ہیں اور جہاں تک میں جانتا ہوں پیارے رسولؐ کو بہت پیارے تھے۔

۲۔ آپؓ اللہ کے خوف سے ہر وقت کانپتے رہتے، آخرت کا حال سنتے تو لرز جاتے، ذرا ذرا سی بات سے عبرت حاصل کرتے۔

۳۔ آپؓ کی امانت داری مشہور تھی۔ لوگ مرتے وقت اپنے بال بچے اور مال و دولت آپؓ کے سپرد کرجاتے اور آپؓ بڑی خوشی سے ان کی حفاظت فرماتے۔

۴۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت خوب دے رکھا تھا۔ لیکن پھر بھی نہایت سادہ زندگی گزارتے، کھانا بہت معمولی کھاتے، اور زیادہ سے زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے۔

۵۔ اپنے بیوی بچوں سے بہت محبت کرتے، خاص کر اپنے بیٹے عبداللہ کو

بہت چاہتے۔ ان کے بچوں سے بہت پیار کرتے۔ عبداللہ نے بھی باپ کا حق ادا کردیا۔ چار سال تک حج کے موقع پر برابر اعلان کیا کہ جس کا کوئی قرض حضرت زبیرؓ پر ہو وہ آکر لے جائے اور جب ایک ایک پیسا قرض ادا کر چکے تب اپنا حصہ لیا۔

حضرت طلحہؓ بن عُبید اللہ

طلحہ نام، ابومحمد کنیت اور ''خیر'' لقب تھا۔ والد کا نام عُبید اللہ تھا۔ حضرت طلحہؓ بھی ان سات آٹھ آدمیوں میں سے ہیں جو بالکل شروع میں ایمان لائے تھے۔ تجارت کی غرض سے بصرہ گئے تھے، وہاں ایک راہب سے حضورؐ کی بعثت کی خبر سنی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے سمجھانے بجھانے سے مسلمان ہوگئے۔ مسلمان ہونے پر اور لوگوں کی طرح آپؓ کو بھی بہت دکھ پہنچائے گئے۔ ایک بار ان کے بھائی نے رسی میں باندھ کر بہت مارا لیکن آپؓ نے فرمایا اب میں اسلام چھوڑنے والا نہیں ہوں۔

ہجرت

پیارے رسول ﷺ نے جب مدینے کی طرف ہجرت فرمائی، اس وقت آپؓ تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر چند روز کے بعد آپؓ نے بھی اللہ اور اس کے دین کی خاطر اپنے پیارے دیس کو چھوڑ کر مدینے کی راہ لی۔

بدر کی لڑائی کے علاوہ تمام لڑائیوں میں آپؓ نے شرکت کی اور دلیری اور جاں نثاری کی مثال قائم کردی۔

خیر کا لقب

اُحد کی لڑائی میں جب کافروں نے پیارے رسولؐ کو گھیر لیا تو حضرت طلحہؓ نے اپنی جان پر کھیل کر آپؐ کی حفاظت فرمائی۔ تیروں کی بارش روکتے تھے اور تلوار کے وار اپنے جسم پر لیتے تھے۔ حضرت طلحہؓ نے جھپٹ جھپٹ کر کافروں کے ریلے پر ایسے حملے کیے کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے۔ آخر ایک کافر نے حضورؐ پر تلوار سے وار کیا۔ طلحہؓ نے اُسے اپنی انگلیوں پر روکا، تین انگلیاں کٹ گئیں تو بولے واہ کیا خوب! کافروں کا

زور کم ہوا تو حضورؐ کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر ایک پہاڑی پر پہنچایا۔ حضرت طلحہؓ کی اس جاں نثاری کی مثال نہیں مل سکتی۔ حضرت صدیقؓ نے آپؓ کے جسم پر ستّر سے زیادہ زخم گنے تھے۔ اسی جاں نثاری کے صلے میں پیارے رسولؐ کے دربار سے آپؓ کو ''خیر'' کا لقب ملا تھا۔ تمام صحابہ آپؓ کی بہادری اور جاں نثاری کا لوہا مانتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے: یہ طلحہؓ کا مخصوص دن تھا۔ حضرت عمرؓ آپ کو ''صاحبِ احد'' (اُحد والے) کہتے تھے۔

رسولؐ سے محبت

حضرت طلحہؓ کو پیارے رسولؐ سے انتہائی محبت تھی۔ آپؓ کی محبت میں کبھی انھوں نے اپنی جان کو جان نہ سمجھا۔ اُحد کے میدان میں اپنی جان کی بازی لگادی اور اپنی تین انگلیاں کٹوا کر ہمیشہ کے لیے اپنے جسم پر رسولؐ کی محبت کا نشان لگالیا۔ غزوہ تبوک میں جب اسلامی فوج کو مال کی ضرورت تھی تو انھوں نے بہت سا مال لاکر پیارے رسولؐ کی خدمت میں پیش کیا اور ''فیاض'' کا لقب پایا۔

پیارے رسولؐ سے محبت اور فیاضی ان کی دو بڑی خوبیاں تھیں۔ ایک بار سات لاکھ درہم میں اپنی ایک جائداد بیچی اور سب کی سب رقم غریبوں میں بانٹ دی۔ ہمیشہ غریبوں کا خیال رکھتے، لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کی شادی کراتے، قرض داروں کا قرضہ اپنے پاس سے ادا کردیتے اور ہر طرح اللہ کی مخلوق کی مدد کرتے۔ اُن کی آمدنی تقریباً ایک ہزار درہم روزانہ تھی لیکن اس کے باوجود انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے۔ نہ شان دار لباس ہوتا اور نہ پُرتکلّف کھانے، بس عام آدمیوں کی طرح رہتے بستے اور کھاتے پیتے۔

شہادت

جنگِ جمَل میں حضرت طلحہؓ بھی حضرت زبیرؓ کے ساتھ تھے لیکن جب حضرت زبیرؓ نے جنگ سے کنارہ کیا تو آپؓ بھی جنگ سے علاحدہ ہوگئے۔ مَروَان نامی ایک سپاہی بہت دنوں سے آپؓ کی طرف سے بلاوجہ خار کھائے بیٹھا تھا۔ اس نے موقع کو غنیمت جان کر ایک تیر مارا۔ تیر گھٹنے میں لگا اور اسی کے صدمے سے وہ شہید ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ

وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ۔

حضرت علیؓ نے آپؓ کو اس حال میں دیکھا تو دل بھر آیا اور فرمایا۔ ''کیا اچھا ہوتا کہ میں اس دردناک واقعے سے بیس برس پہلے ہی مرگیا ہوتا۔'' یہ کہتے کہتے آپؓ کی آواز بھرّا گئی اور اپنے ساتھیوں سمیت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا: جو شہید کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عُبید اللہ کو دیکھے۔ رضی اللہ عنہ۔

۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

والد کا نام عوف اور والدہ کا نام شِفا تھا۔ پہلے آپؓ کا نام عبدِ عَمرو تھا۔ جب اسلام لائے تو حضورؐ نے آپؓ کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ آپؓ بھی اُنھی لوگوں میں سے ہیں جو شروع زمانے میں حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے ایمان لائے۔ اسلام لانے سے پہلے بھی آپؓ ہر برائی سے دور رہتے تھے۔ بہت نیک اور پاکیزہ انسان تھے۔ اسلام لانے کے بعد جب لوگوں نے ستایا تو مکہ چھوڑ کر حبش چلے گئے، وہاں سے واپس آئے اور جب سب مسلمان مدینے جانے لگے، تو آپؓ بھی ان کے ساتھ مدینے چلے گئے۔ مدینے میں جب مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ ہوا تو سعید بن ربیع انصاریؓ کو حضورؐ نے آپؓ کا دینی بھائی بنایا۔

حضرت عبدالرّحمٰن تمام اسلامی لڑائیوں میں شریک رہے۔ اللہ کے دین کی خاطر ہمیشہ جان ہتھیلی پر لیے تیار رہتے۔ اُحد کی جنگ میں پیارے رسولؐ کی حفاظت کرتے ہوئے ایسی جاں بازی سے لڑے کہ کافروں کے چھکّے چھڑادیے۔ اسی جنگ میں آپؓ کے جسم پر کوئی بیس زخم لگے تھے۔ پاؤں پر ایک ایسا کاری زخم تھا کہ آخر وقت تک لنگڑا کر چلتے تھے۔ ایک مشہور لڑائی دوْمَۃُ الجندل میں فوج کے سردار بنائے گئے تھے۔ پیارے رسولؐ نے خود اپنے ہاتھ سے آپؓ کے سر پر عمامہ باندھا، ہاتھ میں علم دیا اور فرمایا: ''بسم اللہ روانہ ہوجاؤ۔ اللہ کے نافرمانوں سے لڑو مگر خبردار کسی کو دھوکا نہ دینا اور

نہ بچوں پر ہاتھ اٹھانا۔ قبیلہ کلیب کو اسلام کی دعوت دینا، جب وہ قبول کرلیں تو ان کے سردار اصبغ کی لڑکی سے شادی کرلینا۔" اصبغؓ اپنے ساتھیوں سمیت ایمان لائے۔ آپؓ نے ان کی لڑکی سے نکاح کیا اور رخصت کرا کے مدینے لے آئے۔

پیارے رسولؐ کے بعد آپؓ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے مشورے میں ہر وقت شریک رہتے اور نیک نیتی کے ساتھ مشورے دیتے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کا معاملہ بھی آپؓ کی عقل مندی اور دانائی سے آسانی کے ساتھ طے ہوا۔

وفات

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانے میں، پچھتر سال کی عمر میں ۳۰ھ کو اس دنیا سے جنت کے لیے رخصت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

خاص خاص خوبیاں

۱- حضرت عبدالرحمٰن کو پیارے رسولؐ سے دلی محبت تھی۔ جنگ اُحد میں حضورؐ کی حفاظت کرتے ہوئے بیس زخم کھائے اور لنگڑے ہوگئے۔ ایک بار گھر سے کھانا آیا، کچھ اور صحابہ بھی ساتھ تھے، گوشت روٹی دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا حضورؐ اور آپؐ کے بال بچوں کو عمر بھر جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر نہیں ملی اور ہم اس حال میں ہیں۔ حضورؐ کی یاد اکثر ستاتی اور جب یاد آتی دیر تک روتے رہتے۔

۲- خوفِ خدا سے ہر وقت کانپتے رہتے، نماز نہایت خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے۔ ظہر کی نماز سے پہلے دیر تک نوافل پڑھتے۔ اکثر روزے سے رہتے۔ آپؓ نے کئی حج بھی کیے۔

۳- اللہ نے آپؓ کو دین دنیا کی دولت سے نوازا تھا۔ تجارت کرتے تھے اور اللہ نے ایسی برکت دی تھی کہ خود فرماتے: پتھر اٹھاتا ہوں تو اس کے نیچے سونا پاتا ہوں۔ اس کے باوجود آپؓ کبھی روپے پیسے کی محبت میں نہیں پھنسے۔ آخر میں کھیتی باڑی بھی کرنے لگے تھے۔ اس میں بھی اللہ نے ایسی ترقی دی کہ ایک ایک علاقے میں ان

کے کھیتوں کو بیس بیس اونٹوں سے پانی دیا جاتا۔

۴- حضرت عبدالرحمٰنؓ انتہائی فیاض تھے۔ جیسا اللہ نے مال دیا تھا ویسا ہی دل بھی دیا تھا۔ ایک ایک دن میں آپؓ نے تیس تیس غلام آزاد کیے۔ ایک مرتبہ آپؓ کا تجارتی قافلہ مدینے واپس آیا، جس میں سات سو اونٹوں پر گیہوں اور آٹا لدا ہوا تھا۔ آپؓ نے پورا قافلہ اللہ کی راہ میں خیرات کردیا۔ وفات کے وقت بھی آپؓ نے پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے اللہ کی راہ میں وقف کیے۔ بدر میں شریک ہونے والے جو صحابہؓ زندہ تھے، ان کے لیے چار چار سو دینار کی وصیت کی۔ اور پیارے رسولؐ کی پاک بیویوں کے لیے ایک باغ کی وصیت کی، جو چار لاکھ میں فروخت ہوا۔

۵- حضرت عبدالرحمٰنؓ بڑے مہمان نواز تھے۔ بہت سے لوگ آپؓ کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے، لیکن کھانا ہمیشہ معمولی اور سادہ ہوتا تھا۔

۸- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

آپؓ کا نام سعد اور ابواسحاق کنیت تھی، والد کا نام مالک اور ابو وقاص کنیت تھی۔ رشتے میں پیارے رسولؐ کے ماموں ہوتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے شروع زمانے میں جو لوگ مسلمان ہوئے، حضرت سعدؓ بھی انھیں میں سے ہیں۔ انیس سال کی عمر تھی جب حضرت صدیقؓ کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

حضرت سعدؓ کی ماں کو خبر ہوئی تو تین دن تک کھانا پینا سب چھوڑ دیا۔ حضرت سعدؓ ماں کو بہت مانتے تھے لیکن توحید کے مقابلے میں بھلا ماں کا کہنا کیا مانتے۔ دین پر جمے رہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے قدموں کو مضبوط رکھا۔ مکے کے لوگوں نے دوسرے مسلمانوں کی طرح آپؓ پر بھی ظلم کے پہاڑ توڑے، آخر اللہ اور رسولؐ کی محبت میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مدینے روانہ ہوگئے اور اپنے بھائی عتبہ کے مکان پر جاکر ٹھہرے۔

حضرت سعدؓ تمام جنگوں میں شریک رہے، بدر کی جنگ میں تو ایسی بہادری سے لڑے کہ دشمنوں کے ہوش اُڑ گئے۔ کافروں کے مشہور سردار سعد بن عاص پر ایسا وار کیا کہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ اس کی نامی تلوار پیارے رسولؐ نے حضرت سعدؓ ہی کو عنایت فرمائی۔

اُحد کے میدان میں بھی حضرت سعدؓ کے قدم جمے رہے۔ حضورؐ ترکش میں سے تیر نکال نکال کر دیتے جاتے اور فرماتے: ''اے سعدؓ! میرے ماں باپ تجھ پر قربان تیر چلا۔'' حضرت علیؓ فرماتے ہیں: میں نے حضورؐ کی زبان سے کسی اور کے لیے یہ مبارک کلمہ نہیں سنا۔

پیارے رسولؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی حضرت سعدؓ نے برابر جنگوں میں شرکت کی اور اللہ کے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ قادسیہ کی جنگ میں آپؓ ہی فوج کے سردار تھے۔ اللہ نے آپؓ کو فتح عنایت فرمائی اور ایرانیوں کی فوج کا سردار رستم مارا گیا۔ قادسیہ کے بعد بابل پر حملہ کیا اور ایک ہی حملے میں بابل فتح ہوگیا۔ ایرانیوں نے دجلہ کے تمام پل توڑ دیے مگر حضرت سعدؓ نے فوج کو حکم دیا اللہ کے بھروسے پر دریا میں گھوڑے ڈال دو مسلمانوں نے پار اتر کر شاہی محلّات پر قبضہ کیا اور تمام شاہی سامان مدینے روانہ کردیا۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں مدائن کے قریب حضرت سعدؓ نے کوفہ شہر بسایا اور وہاں ایک بہت بڑی جامع مسجد بنوائی جس میں چالیس ہزار مسلمان نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کوفہ ہی کو آپؓ نے فوجی چھاؤنی بنایا اور تقریباً ایک لاکھ فوج وہاں رہتی تھی۔

وفات

عقیق کے مقام پر ستر سال کی عمر میں ۵۵ھ کو حضرت سعدؓ نے وفات پائی۔ مسجد نبوی میں نماز جنازہ پڑھائی گئی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت سعدؓ بہت ہی سادہ بزرگ تھے۔ دنیا کی شان و شوکت سے آپؓ کو کوئی مطلب نہ تھا، بڑے بڑے ملک فتح کیے لیکن وہی غریبوں کی سی زندگی گزارتے رہے۔

اپنی بکریاں اور اونٹ خود ہی چراتے۔ بڑی تنگی سے گزر بسر ہوتی۔ ایک مرتبہ ان کے صاحب زادے نے کہا، آپ جنگل جنگل بکریاں چراتے پھریں اور لوگ حکومت کریں۔ حضرت سعدؓ بہت خفا ہوئے اور ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اللہ، غنی اور دنیا سے بے نیاز بندوں ہی سے پیار کرتا ہے۔ حضرت سعدؓ کا علمی مرتبہ بھی بہت اونچا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے: جب حضرت سعدؓ کوئی حدیث بیان کریں تو پھر کسی دوسرے سے نہ پوچھو۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کو اپنی رحمتوں میں ڈھانپے اور ہمیں آپؓ کے پیچھے چلائے۔ آمین۔

۹-حضرت ابوعُبیدہ بن جَرّاحؓ

عامر نام، ابوعبیدہ کنیت اور امین الامّت لقب تھا، دادا کے نام پر ابن الجرّاح کے نام سے مشہور ہوئے۔ شروع زمانے ہی میں حضرت ابوبکرؓ کے سمجھانے بجھانے سے مسلمان ہوگئے تھے۔ جب کافروں نے بہت ستایا تو حضورؐ کی اجازت سے حبش چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس آئے اور پھر سب کے ساتھ مدینے کو ہجرت فرمائی۔

حضرت ابوعبیدہؓ تمام جنگوں میں شریک رہے۔ بدر کی لڑائی میں کافروں کے ساتھ ان کے والد عبداللہ بھی مسلمانوں سے لڑنے آئے اور تاک تاک کر بیٹے پر تیر چلاتے رہے۔ آخر ابوعبیدہؓ نے بھی جوش میں آکر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ ایک ہی ہاتھ میں کام تمام کردیا۔

اُحد کی لڑائی میں زرہ کی دو کڑیاں پیارے رسولؐ کے چہرے میں گھس گئی تھیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کو دانت سے پکڑ کر کھینچا جس کی وجہ سے ان کے دو دانت شہید ہوگئے۔

اہلِ نجران کی تعلیم کے لیے پیارے نبیؐ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو بھیجا اور اہل نجران سے فرمایا: ''یہ امت کے امین ہیں۔ تمھیں تعلیم بھی دیں گے اور تمھارے جھگڑوں کو بھی چکائیں گے۔'' اسلام پھیلانے کی آپؓ نے بہت کوشش کی۔ اکثر قبائل میں آپؓ ہی کی کوشش سے اسلام پھیلا۔ عرب کے بہت سے قبیلے شام میں آباد تھے اور عیسائی مذہب رکھتے تھے وہ لوگ صرف آپؓ کی کوششوں سے اسلام لائے۔

پیارے رسولؐ کے بعد بھی حضرت ابوعُبیدہؓ اکثر لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں شام کے ملک میں جگہ جگہ اسلامی لشکر بھیجے گئے اور خاص خاص صحابی اُن کے سردار مقرر کیے گئے، لیکن حکم یہ تھا کہ جب سب سردار ایک جگہ اکٹھے ہوں تو ابوعبیدہؓ ہی سب کے سردار ہوں گے۔

حضرت عَمرو بن العاصؓ بہت دنوں سے بیتُ المَقدِس کے قلعے کو گھیرے ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ جب اپنے سارے علاقے پر قبضہ جما چکے تو عمرؓو بن العاص سے آ ملے اور حضرت عمرؓ کو بلانے کے لیے ایک خط لکھا، وہ بھی آ ئے۔ عیسائی تنگ آ چکے تھے، صلح کی درخواست کی صلح نامہ تیار کیا گیا اور بغیر لڑے بھڑے بیت المقدس فتح ہوگیا۔

جب سارا ملکِ شام فتح ہوگیا تو وہاں کا انتظام ابوعبیدہؓ ہی کے سپرد کیا گیا اور آپؓ نے اس خوبی سے انتظام کیا کہ بہت سے غیر مسلم آپؓ کے حسنِ سلوک سے مسلمان ہوگئے۔

حضرت ابوعبیدہؓ انتہائی سادہ زندگی گزارتے تھے۔ شام میں رہتے رہتے لوگوں میں کچھ شان وشوکت کی باتیں آ گئی تھیں لیکن حضرت ابوعبیدہؓ اپنی سرداری کے زمانے میں بھی انتہائی غربت کی زندگی گزارتے تھے اور تنگی سے بسر کرتے تھے۔ گھر میں ضرورت کا سامان بھی بہت ہی کم تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے چار سو دینار اور چار ہزار درہم انعام میں بھیجے تو انھوں نے اسی وقت سب فوج میں تقسیم کرادیے۔

وفات

جابیہ کے مقام پر حضرت ابوعبیدہؓ طاعون میں مبتلا ہوئے اور ۱۸ھ میں اٹھاون سال کی عمر میں اِس دنیا سے جنت کی طرف رخصت ہوگئے، رضی اللّٰہ عنہ۔

۱۰- حضرت سعید بن زیدؓ

آپؓ کا نام سعید اور والد کا نام زید تھا۔ زید پیارے رسولؐ کے نبی ہونے سے پہلے ہی دنیا سے جاچکے تھے۔ لیکن وہ سچے دین کی تلاش میں تھے، بتوں کی پوجا کو تو

زید بہت ہی بُرا سمجھتے تھے۔ عرب میں ہر طرف برائیاں پھیلی ہوئی تھیں لیکن وہ برائیوں سے بہت دور رہتے اور جہاں تک ہوتا دوسروں کو بھی برائیوں سے دور رکھنے کی کوشش کرتے۔ عرب میں لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کردیتے تھے، جب کوئی ظالم باپ اپنی بیٹی کو دفن کرنا چاہتا تو پہنچ جاتے، اور اس سے لے کر اس لڑکی کی پرورش فرماتے، جوان ہونے پر کہتے جی چاہے تو لے جاؤ ورنہ رہنے دو۔

ایمان لانا

جب حضورؐ نے اسلام کی تبلیغ فرمائی تو بالکل شروع ہی میں حضرت سعیدؓ ایمان لے آئے۔ آپؓ کی بیوی حضرت فاطمہؓ بھی ایمان لے آئیں۔ حضرت فاطمہؓ حضرت عمرؓ کی بہن تھیں۔ یہی وہ قابل رشک خاتون ہیں جن کی ہمت، اسلام کی مضبوطی اور سچے ایمان سے متاثر ہوکر حضرت عمرؓ ایمان لائے۔

دوسرے مسلمانوں کی طرح حضرت سعیدؓ بھی ستائے گئے۔ جب ظلم وستم سے تنگ آگئے تو حضورؐ کی اجازت سے مدینے کی طرف ہجرت فرمائی۔

یوں تو حضرت سعیدؓ ایک گوشہ نشین بزرگ تھے۔ لوگوں سے بہت کم ملتے جلتے تھے، لیکن جب اللہ کی راہ میں جہاد کا موقع آتا تو کسی سے پیچھے نہ رہتے۔ ہر لڑائی میں جی جان سے شریک ہوتے اور بڑی بہادری سے لڑتے۔ بدر کے موقعے پر تو حضورؐ ہی نے آپؓ کو ایک کام سے بھیج دیا تھا۔ جب واپس ہوئے تو بدر کے غازی خوشی کے گیت گاتے ہوئے واپس ہو رہے تھے۔ پیارے رسولؐ نے مالِ غنیمت میں حضرت سعیدؓ کا بھی حصہ لگایا اور فرمایا اللہ نے چاہا تو تمھیں جہاد کا ثواب بھی ملے گا۔

حضرت عمرؓ نے کئی بار چاہا کہ حضرت سعیدؓ کو کہیں کا سردار بنادیں۔ لیکن وہ کسی طرح تیار نہ ہوئے۔ شام کی لڑائی میں حضرت سعیدؓ فوج کے افسر تھے۔ دمشق اور یرموک کی جنگ میں بھی شریک رہے اور بڑی جرأت و دلیری سے لڑے۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ نے دمشق فتح کیا تو زبردستی حضرت سعیدؓ کو وہاں کا گورنر مقرر کردیا گیا مگر جب

حضرت ابوعبیدہؓ جہاد کے لیے نکلے تو ان سے رہا نہ گیا اور ابوعبیدہؓ کو لکھا کہ میں سرداری کے مقابلے میں جہاد کو زیادہ پسند کرتا ہوں اس لیے آپ میری جگہ پر کسی اور کو مقرر فرمادیں، میں تو آپ کے پاس آکر جہاد میں شریک ہوں گا۔

وفات

فتح شام کے بعد حضرت سعیدؓ نے گوشہ نشینی اور خاموشی میں اپنی زندگی گزاری۔ ۵۰ھ یا ۵۱ھ کو جمعے کے دن آپؓ اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے غسل دیا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ لاکر دفن کیا۔ حضرت سعیدؓ بہت ہی نیک بزرگ تھے۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں لگے رہتے، دنیا کے بکھیڑوں سے کوئی مطلب نہ رکھتے۔ آپؓ کی زندگی آخرت کی تیاری کا سچا نمونہ تھی۔ اللہ ہمیں بھی آپؓ کا پیرو بنائے، آمین۔

معانی و اشارات

خوش نصیب	:	اچھی قسمت والا
باگ ڈور سنبھالنا	:	کسی کام کے کرنے کا اختیار دینا
جہنّم رسید کرنا	:	جہنم میں پہنچادینا، دشمن کو قتل کردینا
چھکّے چھوٹنا	:	ہمت ہارنا
شہادت	:	اللہ کی راہ میں جان دینا
کام تمام کرنا	:	مارڈالنا

مشق

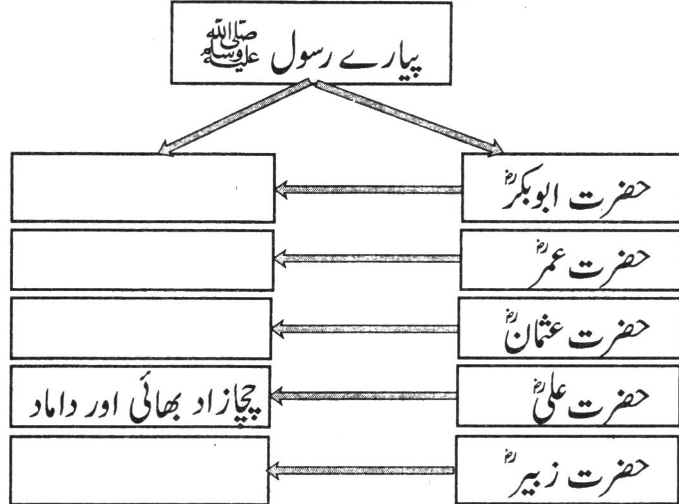
(الف) جواب دیجیے:

۱- عشرۂ مُبشّرہ کا کیا مطلب ہے؟

۲- حضرت عمرؓ کو 'فاروق' کا لقب کس نے دیا اور کیوں دیا؟

۳- ہجرت کی رات میں پیارے رسولؐ کس کو اپنے بستر پر لٹا کر مدینے کے لیے روانہ ہوئے تھے؟
۴- حضرت طلحہؓ کو آپؐ نے ''خیر'' کا لقب کیوں دیا تھا؟
۵- کس جنگ کے موقعے پر کس صحابیؓ کے سر پر پیارے نبیؐ نے خود اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا اور ان کے ہاتھ میں علَم دیا؟
۶- قادسیہ کی جنگ کن لوگوں سے لڑی گئی اور ان کا سردار کون تھا؟
۷- شہر کوفہ کس نے آباد کیا؟
۸- کس جنگ میں، کس صحابیؓ نے اپنے کافر باپ کا کام تمام کر دیا؟
۹- کس لڑائی میں زرہ کی دو کڑیاں پیارے رسولؐ کے چہرے میں گھس گئی تھیں اور انھیں کس صحابیؓ نے نکالا تھا؟
۱۰- حضرت عمرؓ نے کس خاتون کی ہمت اور سچے ایمان سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا اور وہ رشتے میں آپؓ کی کون تھیں؟
۱۱- وہ دو صحابیؓ جو بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہوسکے تھے، ان کے نام لکھیے۔

(ب) درج ذیل اصحابؓ کرام کا پیارے رسول سے کیا رشتہ ہے؟



(ج) نیچے کئی صحابیوںؓ کے نام درج ہیں، ان میں سے عشرۂ مبشرہ کا انتخاب کیجیے۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲) حضرت جریر بن عبداللہؓ (۳) حضرت معاذ بن جبلؓ (۴) حضرت عمر فاروقؓ
(۵) حضرت عثمان غنیؓ (۶) حضرت ابوہریرہؓ (۷) حضرت علی مرتضیٰؓ (۸) حضرت زبیرؓ بن عوام
(۹) حضرت طلحہ بن عبداللہؓ (۱۰) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (۱۱) حضرت مغیرہؓ بن شعبہ
(۱۲) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۱۳) حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح (۱۴) حضرت سعید بن زیدؓ

(د) (فہرست) خانوں کو مکمل کیجیے:

نام	کنیّت	لقب	وفات/شہادت (کب اور کس کے ہاتھ سے ہوئی)
		ذوالنّورین	
	ابوتُراب		
			۲۱/جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو وفات پائی
		خیر	
عامر			

(ہ) جواب دیجیے:

(۱) ''تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لیے ہارون تھے''

الف۔ کس نے کہا؟

ب۔ کس سے کہا؟

ج۔ کس موقعے پر کہا؟

(۲) ''آج میں اسلام پر نثار ہوتا ہوں''

ا۔ کس نے کہا؟

ب۔ کس موقعے پر کہا؟

(۳) ''جا ابن صفیہؓ کے قاتل! جہنم تیری راہ تک رہی ہے''

ا۔ کس نے کہا؟

ب۔ ابن صفیہؓ کا اصل نام لکھیے۔

ج۔ اُن کے قاتل کا نام کیا تھا؟

(۴) ''ایک دن تم ناحق حضرت علیؓ سے لڑوگے''

ا۔ یہ کس کا قول ہے؟

ب۔ یہ قول کس نے یاد دلایا؟

ج۔ کس کو یاد دلایا؟

د۔ کس موقعے پر یاد دلایا؟

(۵) ''کیا اچھا ہوتا میں اس دردناک واقعے سے بیس برس پہلے ہی مرگیا ہوتا''

ا۔ کس نے کہا؟ ب۔ کس کے بارے میں کہا؟ ج۔ کس موقعے پر کہا؟

۲۲

نبیوں کے حالات

نبی کہاں کہاں اور کس کس قوم میں آئے اِس کا صحیح علم تو اللہ ہی کو ہے، ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے ہر جگہ نبی بھیجے اور ان سب نے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو، اسلام پر چلو، اللہ کی نافرمانی اور شرک سے دور رہو۔ نبیوں کے حالات پڑھنے سے فائدہ یہ ہے کہ ہم میں بھی ان کے راستے پر چلنے اور نیک کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ہم کچھ نبیوں کے حالات لکھتے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام

قومِ عاد

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد ایک دوسری قوم نے اللہ کی زمین میں فِتنہ و فساد پھیلایا۔ اس کا نام ''عادؔ'' تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بڑی طاقت اور قوت دی تھی۔ وہ بڑے ڈیل ڈول والے طاقت ور لوگ تھے۔ بڑے بڑے باغ، اونچی اونچی کوٹھیاں، مال و دولت، کون سی چیز تھی جو اللہ نے انھیں نہیں دی تھی، لیکن یہ سب کچھ پاکر بھی اللہ کا شکر کرنے کے بجائے غرور کرنے لگے، اپنے کو بڑی چیز سمجھنے لگے۔ بتوں کی پوجا، اللہ کی نافرمانی، ظلم و زیادتی، قسم قسم کی برائیاں، ان میں پیدا ہوگئیں اور انھوں نے اللہ کی زمین کو فتنہ و فساد سے بھر دیا۔

آخر اللہ تعالیٰ کو ان کی حالت پر رحم آیا، اور ان کی ہدایت کے لیے حضرت ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا کہ وہ ان کو برائیوں سے بچائیں اور اسلام کی سیدھی سچّی راہ دکھائیں۔ حضرت ہودؑ بہت ہی نیک اور سچے تھے، دل سے ان کی بھلائی چاہتے تھے۔ وہ تھے بھی تو انھی کی قوم میں سے اور پھر اللہ کے پیغمبر بھی تھے۔ حضرت ہودؑ نے انھیں بڑے پیار اور محبت سے سمجھایا:

حضرت ہودؑ کا وعظ

بھائیو! اپنے جسم کی طاقت، ڈیل ڈول، اور حکومت پر غرور نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرو کہ اس نے تمھیں یہ سب کچھ بخشا۔ نوحؑ کی قوم کے بعد تمھیں زمین پر حکومت دی، خوش حالی دی اور ہر طرح کا عیش و آرام بخشا۔ اللہ کو نہ بھولو۔ اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کو نہ پوجو۔ وہ نہ تمھیں سکھ پہنچاسکتے ہیں نہ دکھ۔ زندگی اور موت، نفع اور نقصان سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگرچہ تم بہت دنوں سے اللہ کی نافرمانی کررہے ہو لیکن اب بھی توبہ کرلو اور اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ تو اللہ تمھیں معاف فرمادے گا۔ اس کا کہا مانو، پاکیزہ زندگی گزارو، وہ تمھیں دن دونی رات چوگنی ترقی دے گا اور تمھیں عزت بخشے گا۔ دیکھو میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا، صرف تمھارے ہی بھلے کی کہتا ہوں۔ میرے راستے پر چلو، دین دنیا میں عزت پاؤ گے۔

قوم کا سلوک

مگر قوم نے ایک نہ مانی، سُنی اَن سُنی کردی۔ اور برابر ظلم کرتے رہے، بتوں کو پوجتے رہے، بلکہ الٹا حضرت ہودؑ ہی کو جھٹلانے لگے۔ انھیں ستاتے، دکھ پہنچاتے، کہتے اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا ہے اور نہ کوئی پیغام بھیجا ہے، تم اپنے جی سے گھڑ کر یہ سب کچھ کہہ رہے ہو۔ حضرت ہودؑ کو، توبہ توبہ! بے وقوف اور پاگل کہتے، مذاق اڑاتے

اور طرح طرح سے اَذِیّت پہنچاتے۔ ہودؑ ان کے ظلموں کو سہتے، صبر کرتے اور کہتے، بھائیو! نہ میں خبطی ہوں، نہ پاگل، میں تو اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہوں، میں تمھیں پھر بتاتا ہوں، کان کھول کر سن لو، اگر تم ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ تمھیں سخت سزا دے گا، آسمان سے عذاب بھیجے گا اور پھر آخرت میں دنیا سے بھی سخت عذاب جھیلنا ہوگا۔

عاد غصے سے اور بھڑک اٹھے، اپنی نافرمانیوں میں اور ڈھیٹ ہوگئے، نبی کو اور زیادہ ستانے لگے، اللہ تعالیٰ کے پیغام کا اور زیادہ مذاق اڑانے لگے اور کہنے لگے ہود!، ''کہاں ہے عذاب! کیوں نہیں لے آتے''۔ ہودؑ نے کہا: ''اچھا تو پھر عذاب کا انتظار کرو۔''

عذاب کی آندھی

آخر کار وہ دن آپہنچا جس کا وہ انتظار کر رہے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک گہرا بادل ان کے میدان کی طرف اُمڈا چلا آرہا ہے۔ وہ خوش ہوئے کہ بارش ہوگی، مگر وہ تو اللہ کے عذاب کی آندھی تھی۔ سات راتیں اور آٹھ دن برابر وہ آندھی چلتی رہی اور ان کی بستیاں اُلٹ گئیں۔ ان کے لاشے زمین پر ایسے پڑے تھے جیسے کسی طوفانی آندھی سے کھجور کے تنے اکھڑے پڑے ہوں۔ عاد کا سب گھمنڈ اور غرور خاک میں مل گیا۔ وہ کہتے کہ ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہوگا؟ لیکن عذاب کی آندھی نے انھیں ایسا تباہ کیا کہ کھنڈروں کے سوا اور کچھ باقی نہ رہا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی طاقت والا ہے۔ جو لوگ اللہ کے نبی پر ایمان لائے اور اللہ کے حکموں پر چلے اللہ تعالیٰ نے انھیں حضرت ہودؑ کے ساتھ عذاب کی آندھی سے بچالیا۔

حضرت صالح علیہ السلام

قومِ ثمود

عاد کے بعد ایک اور قوم اُبھری، اس کا نام ''ثمود'' تھا۔ وہ لوگ شام اور حجاز کے

درمیان حِجر کے علاقہ میں رہتے تھے، اس لیے ان کو اصحابُ الْحِجر (حِجر والے) بھی کہتے ہیں۔ وہ بڑی شان وشوکت کے لوگ تھے۔ عاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں حکومت عطا کی۔ وہ پتھروں کو کاٹ کاٹ کر بڑی شان دار کوٹھیاں بناتے اور میدانوں میں بھی بڑے بڑے عالی شان محل تعمیر کرتے۔ کھجوروں اور انگوروں کے باغ، کھیت اور چشمے، غرض دنیا کی ہر نعمت اللہ نے انھیں دی، لیکن وہ دنیا کی نعمتیں پاکر مغرور ہوگئے۔ اللہ کو بھول گئے، پتھروں کو بت بناکر پوجنے لگے اور یہ سمجھنے لگے کہ بس اب تو انھیں ہمیشہ یہیں رہنا ہے، کبھی خدا کو منہ نہیں دکھانا ہے۔ دولت کے نشے نے انھیں اندھا کردیا، اور قسم قِسم کی برائیاں ان میں پیدا ہوگئیں۔

صالح علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے انھی میں سے حضرت صالح علیہ السلام کو چُن لیا۔ ان پر اپنی وحی اتاری اور حکم دیا کہ وہ ان کو نصیحت کریں، اللہ تعالیٰ کے احسانات یاد دلائیں اور گناہوں کے بُرے انجام سے ڈرائیں۔ حضرت صالحؑ واقعی صالح (نیک) تھے ان کے دل میں اپنی قوم کا بڑا درد تھا، طرح طرح سے سمجھاتے کہ کسی طریقے سے اللہ کی بات ان کے دل میں اتر جائے۔

صالحؑ کا سمجھانا

حضرت صالحؑ نے فرمایا بھائیو! ان بے جان بتوں کو پوجنا چھوڑ دو۔ ان میں کیا رکھّا ہے۔ نہ یہ نفع پہنچاسکتے ہیں اور نہ نقصان۔ صرف اللہ کی بندگی کرو۔ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ کیا یہ کھیتیاں، یہ کھجوریں، یہ باغ، یہ چشمے ہمیشہ رہیں گے اور کیا تم ان پُر تکلف محلوں میں ہمیشہ رہو گے؟ دیکھو! نافرمانوں کا کہا نہ مانو، اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ جس اللہ نے تمھیں زمین پر بسایا ہے، اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، توبہ کرو اور اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ۔

ثمود کا جواب

ثمود نے کہا اے صالح! ہم تو تم سے بڑی امیدیں لگائے بیٹھے تھے۔ یہ تم کیسی باتیں کرنے لگے؟ کیا ہم اُن بُتوں کو پوجنا چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں؟ تمھاری یہ ''ایک اللہ'' والی بات ہماری سمجھ میں تو نہیں آتی، اور بھلا اللہ کو نبی بنانے کی کیا ضرورت تھی، یہ سب تم اپنے جی سے کہتے ہو۔ اچھا اگر تم واقعی پیغمبر ہو تو پھر کوئی نشانی دکھاؤ۔

اللہ کی اونٹنی

صالح علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو یہ اونٹنی اللہ کی ایک نشانی ہے۔ پانی کی باری ایک دن اس کی ہے اور ایک دن تمھاری، اس میں فرق نہ آئے اور اگر تم نے اس اونٹنی کو دکھ پہنچایا تو تم تباہ ہو جاؤ گے۔

نَو بدمَعاش

شہر میں نَو بدمَعاشوں کی ایک ٹولی تھی جو شہر میں فساد پھیلاتے اور لوگوں کو بہکاتے تھے۔ ان لوگوں نے ایک دن ایک سازش کی کہ چپکے سے رات میں صالحؑ اور اس کے گھر والوں کو ختم کر دیا جائے، پھر کہہ دیں گے کہ ہم تو تھے ہی نہیں۔ ان میں سے ایک بدبخت نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ سب نے اس کی مدد کی اور اونٹنی ہلاک ہوگئی۔ یہ ڈھیٹ حضرت صالحؑ سے بولے: کہاں ہے تمھارا وہ عذاب؟ اونٹنی تو یہ مَری پڑی ہے۔ حضرت صالحؑ کو بہت غم ہوا۔

خوف ناک کڑک

فرمایا: بدبختو! عذاب آنے ہی والا ہے، بس تین دن انتظار کرو اور خوب رنگ رلیاں منالو۔ تین دن کے بعد ایک خوف ناک کڑک ہوئی اور جو جہاں تھا وہیں ڈھیر ہوگیا۔ ان کا دھن دولت اور غرور کچھ کام نہ آسکا۔ اس عذاب سے صرف وہ لوگ بچے

جو ایمان لاکر صالحؑ کے ساتھ ہو گئے، باقی سب ہلاک ہو گئے۔

حضرت یُونُس علیہ السلام

نینوا والے

نینوا عراق کا ایک مشہور شہر تھا، جس کی آبادی ایک لاکھ سے کچھ زائد تھی۔ نینوا والوں نے ایک اللہ کی بندگی چھوڑ کر بہت سے معبود بنا لیے تھے اور اللہ کی نافرمانی کرنے لگے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے حضرت یونسؑ کو نبی بنا کر بھیجا۔ حضرت یونسؑ ایک عرصے تک انھیں نصیحت کرتے رہے اور ایک اللہ کی عبادت پر ابھارتے رہے لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے اور پچھلی قوموں کی طرح نبی اور اس کی دعوت کا مذاق اڑاتے رہے۔ حضرت یونسؑ کو بہت بُرا لگا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے بد دعا کی اور خفا ہو کر نینوا سے نکل کھڑے ہوئے۔

بھاگا ہوا غلام

دریائے فرات کے کنارے پہنچے تو ایک کشتی مسافروں سے بھری چلنے کو تیار کھڑی تھی، وہ بھی اس میں بیٹھ گئے۔ کشتی بیچ دریا میں پہنچی تو ڈگمگانے لگی۔ کشتی والے چیخنے لگے کہ اس کشتی میں کیا کوئی غلام ہے جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے؟ حضرت یونسؑ دل ہی دل میں سوچنے لگے، وہ میں ہی ہوں، میں اللہ کی وحی کا انتظار کیے بغیر نینوا سے بھاگ آیا ہوں۔ ہو نہ ہو یہ سب میری آزمائش کے لیے ہے۔ فرمانے لگے بھائیو! بھاگا ہوا غلام میں ہی ہوں۔ لوگوں کو یقین نہ آیا تو انھوں نے قرعہ ڈالا، قرعے میں حضرت یونسؑ ہی کا نام نکلا۔ آخر حضرت یونسؑ دریا میں پھینک دیے گئے۔

مچھلی کا نگلنا

اللہ کے حکم سے ایک مچھلی نے فوراً آپؑ کو نگل لیا۔ حضرت یونسؑ بہت نادم

ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے قصور کی معافی مانگنے لگے۔ اگر وہ اللہ کی طرف متوجہ نہ ہوتے تو اسی طرح مچھلی کے پیٹ میں رہتے لیکن وہ نبی تھے فوراً ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اپنی بھوؔل پر شرمائے اور اپنے اللہ سے دُعا کی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، بے شک میں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

بیل دار درخت

آخر اللہ نے حضرت یونسؑ کی سُن لی اور مچھلی نے ایک میدان میں انھیں اپنے پیٹ سے اُگل دیا۔ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے بہت کم زور اور بے حال ہوگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بیل دار درخت اگا دیا اور وہ اس کے سائے میں رہنے لگے۔

نینوا والے مسلمان ہوگئے

اِدھر نینوا والوں کو حضرت یونسؑ کے چلے جانے کا بہت غم ہوا۔ پھر چوں کہ حضرت یونسؑ نے بددعا بھی کی تھی اس لیے انھوں نے عذاب کی کچھ نشانیاں بھی دیکھیں۔ وہ ڈرے، توبہ کی، گناہوں سے باز آئے اور حضرت یونسؑ کو تلاش کرنے لگے۔ حضرت یونسؑ نینوا واپس آئے ان کی اُمّت کے لوگ بہت خوش ہوئے سب مسلمان ہوگئے اللہ اور اس کے نبی کے کہنے پر چلنے لگے اور دین دنیا کی کامیابی پائی۔ حضرت یونسؑ بڑے ہی بزرگ نبی تھے، پیارے رسولؐ نے ان کی بڑی تعریف فرمائی۔ درود و سلام ہو حضرت یونس علیہ السلام پر اور ہمارے رسولؐ پر بھی۔

معانی و اشارات

دن دونی رات چوگنی ترقی دینا	:	کام میں بہت ترقی دینا
خُبطی	:	بے وقوف، بدحواس
کونچیں کاٹنا	:	پاؤں کاٹنا، ایڑی کا پچھلا حصہ کاٹنا
ٹس سے مس نہ ہونا	:	اثر نہ لینا

مشق

(الف) جواب دیجیے:

(۱) اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو کس مقصد کے لیے بھیجا؟

(۲) نبیوں کے حالات پڑھنے سے کیا فائدہ ہے؟

(۳) حضرت ہودؑ کے وعظ کا ان کی قوم پر کیا اثر ہوا؟

(۴) عاد کو ان کی نافرمانیوں کا دنیا میں کیا بدلہ ملا؟

(۵) قوم ثمود اپنے کس رویّے کی بنا پر عذاب سے دوچار ہوئی؟

(۶) حضرت یونسؑ نینوا کے لوگوں سے خفا ہو کر کیوں نکل کھڑے ہوئے تھے؟

(۷) حضرت یونسؑ کے حالات پڑھ کر ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

(ب) نیچے کی عبارتوں کو غور سے پڑھ کر سوالات کے جوابات دیجیے:

(۱) جب کشتی بیچ دریا میں پہنچ کر ڈگمگانے لگی تو:

(۱) کشتی والے نے کیا کہا؟

(۲) حضرت یونسؑ دل ہی دل میں کیا سوچنے لگے؟

(۲) جب اللہ کے حکم سے ایک مچھلی نے حضرت یونسؑ کو نگل لیا تو:

(۱) حضرت یونسؑ کیوں نادم ہوئے؟

(۲) اپنی بھول پر شرما کر انھوں نے اللہ سے کیا دعا مانگی؟

(ج) نیچے دی گئی معلومات صحیح ہیں یا غلط؟ نشان دہی کیجیے:

(۱) حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا نام لُوط تھا۔ ☐

(۲) حضرت صالحؑ نے فرمایا دیکھو یہ اونٹ اللہ کی نشانی ہے۔ ☐

(۳) ایک بدبخت نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔

(۴) یونسؑ نینوا سے نکل کر نیل کے کنارے پہنچے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے قومِ ثمود پر آگ کے گولے برسا کر انھیں ڈھیر کر دیا۔

(۶) نینوا والوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کو نبی بنا کر بھیجا۔

(د) خالی جگہیں پُر کیجیے:

(الف) حضرت ہودؑ کی قوم کا نام .... تھا۔

(ب) قومِ عاد کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے .... کو نبی بنا کر بھیجا۔

(ج) قومِ ثمود کو .... بھی کہتے ہیں۔

(د) نینوا .... کا ایک مشہور شہر تھا۔

(ہ) حضرت یونسؑ .... واپس آئے ان کی امت کے لوگ بہت خوش ہوئے۔

۲۳

چند سوُرتیں

نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھتے ہیں۔ نیچے تین نہایت مختصر سورتیں اور ان کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ سورتیں بھی یاد کیجیے اور ان کا ترجمہ بھی، تاکہ قرآن پاک کی یہ سورتیں پڑھتے ہوئے آپ سمجھتے بھی جائیں اور نماز میں زیادہ سے زیادہ جی لگے۔

سورۂ اِخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

قُلْ	هُوَ	اَحَدٌ	اَلصَّمَدُ
کہہ دیجیے	وہ	اکیلا، یکتا، جس کی طرح کوئی دوسرا نہ ہو	بے نیاز جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں

لَمْ يَلِدْ	وَلَمْ يُوْلَدْ	وَلَمْ يَكُنْ	لَهٗ	كُفُوًا
اس نے نہیں جنا، اس کی کوئی اولاد نہیں	وہ نہیں جنا گیا، وہ کسی کی اولاد نہیں	اور نہیں ہے	اس کے لیے، اس کا	برابری والا

ترجمہ: (اے رسولؐ!) کہہ دیجیے کہ وہ اللہ اکیلا ہے، اس جیسا کوئی نہیں۔ اللہ بے نیاز ہے

وہ کسی کا محتاج نہیں، سب اسی کے محتاج ہیں اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کی برابری کرنے والا ہے۔

سورۂ عصر

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

اَلْعَصْرِ	فِیْ	خُسْر	اِلَّا	اَلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا
قسم ہے زمانے کی زمانہ گواہ ہے	اندر، میں	نقصان، گھاٹا	مگر، سوائے	وہ لوگ جو	وہ ایمان لائے

عَمِلُوْا	اَلصّٰلِحٰتِ	تَوَاصَوْا	حَقِّ	صَبْرِ
کام کیے	نیک کام	ایک دوسرے کو نصیحت کی	سچائی	حق پر جمنا اوراس راہ کی مشکلات کو برداشت کرنا

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی (یعنی زمانہ گواہ ہے) کہ بلا شبہ انسان ضرور گھاٹے میں ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور انھوں نے نیک کام کیے اور ایک دوسرے کو سچائی پر چلنے اور سچائی کی راہ پر جمنے اور مشکلات برداشت کرنے کی تلقین کی۔

سورۂ کوثر

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

اِنَّآ اَعْطَیْنَا	کَ	اَلْکَوْثَرَ	فَصَلِّ	لِرَبِّکَ
بے شک ہم نے عطا کیں	آپ کو	بہت زیادہ بھلائیاں	پس نماز پڑھیے	اپنے رب کے لیے

وانحَرْ	شَانِئَکَ	اَلْاَبْتَرُ
اور قربانی کیجیے	آپ کی برائی چاہنے والا دشمن	نامراد، تباہ و برباد

ترجمہ: (اے نبی) بے شک ہم نے آپ کو بہت ہی زیادہ بھلائیاں عطا کیں۔ پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔ بلاشبہ آپ کی برائی چاہنے والا دشمن نامراد اور تباہ و برباد ہے۔

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱- قرآن کی سورتوں کو ترجمہ کے ساتھ یاد کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

۲- ہم سب کس کے محتاج ہیں؟

۳- کون لوگ گھاٹے میں نہیں ہیں؟

۴- اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ...... اس سورت کا نام لکھیے۔

(ب) نیچے دیے گئے الفاظ کے معنیٰ لکھیے:

اَحَدٌ ....

اَلصَّمَدُ ....

اَلصَّبۡرُ ....

اَلصّٰلِحٰت ....

اَلۡاَبۡتَرُ ....

(ج) خالی جگہیں پُر کیجیے اور ترجمہ بھی لکھیے۔

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ ....ۚ ....الصَّمَدُ ۚ لَمۡ يَلِدۡ ۙۛ وَ..........يُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ .... اَحَدٌ

ترجمہ: ....

(د) سورۂ عصر سنایئے اور اس کا ترجمہ بھی۔

(ہ) سورۂ کوثر سنایئے اور اس کا ترجمہ بھی۔

۲۴

دُعائیں اور اذکار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: ہر طرح کا شکر اللہ ہی کے لیے ہے۔
کوئی نعمت پا کر، کوئی خوش خبری سن کر کہتے ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ: اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔
کوئی اچھی خبر سن کر، تعجب کے وقت، جب نماز وغیرہ میں کوئی غلطی ہوجائے تو کہتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ: تم پر سلامتی ہو۔
جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں، اس وقت بولتے ہیں۔ یہ محبت کو بڑھانے والی دعا ہے اور مسلمانوں کی پہچان ہے۔

جَزَاکَ اللّٰہُ: اللہ تعالیٰ آپ کو اچھا بدلہ دے۔
کسی کے احسان کے بدلے میں کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی آپ کا کام کردے، پانی پلادے یا اور کوئی بھلائی کرے۔

فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ: اللہ کی حفاظت میں
جب کسی کو رخصت کرتے ہیں تو بولتے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ: ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹیں گے۔

جب کسی کے مرنے کی خبر سنتے ہیں یا کوئی اور نقصان ہوجاتا ہے تو بولتے ہیں۔ مسلمان کے سوچنے کا یہی انداز ہونا چاہیے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا

کوئی کام طے کرتے وقت، کسی سے وعدہ کرتے وقت بولتے ہیں۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ : اللہ کے سوا کوئی نہ برائی سے بچانے والا

اِلَّا بِاللّٰہِ ہے اور نہ کوئی نیکی کی طاقت دینے والا۔

کوئی شیطانی حرکت سرزد ہوجانے پر بولتے ہیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ: اللہ کی رحمت ہو آپؐ پر اور سلامتی ہو۔

پیارے رسولؐ کا نام سن کر بولتے ہیں اور آپؐ کے اِسم گرامی کے ساتھ لکھتے ہیں۔

عَلَیْہِ السَّلَامُ: ان پر سلامتی ہو۔

کسی بھی پیغمبر کا نام لیتے وقت یا لکھتے وقت یہ الفاظ کہتے ہیں یا لکھتے ہیں۔

مَعَاذَ اللّٰہ: اللہ کی پناہ چاہتا ہوں

کسی غلطی اور گناہ سے بچتے وقت بولتے ہیں۔

مَاشَاءَ اللّٰہ: جو کچھ اللہ چاہے۔

کسی کے اچھے کام کی تعریف کے وقت یا جب کوئی اور اچھی علامت ظاہر ہو تو بولتے ہیں۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو۔

صحابہؓ کے نام کے ساتھ لکھتے ہیں جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ: اللہ کی رحمت ہو اس پر۔

کسی انتقال کیے ہوئے بزرگ کے نام کے ساتھ لکھتے ہیں اور بولتے ہیں جیسے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

اذان کے بعد کی دُعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادِo

اے اللہ! مالک اس مکمل پکار کے اور کھڑی ہونے والی نماز کے، تو عطا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا قرب، بزرگی اور ان کو اس تعریف والے مقام پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہمیں حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔ بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

جامع دعا

رَبَّنَآ آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِo

اے ہمارے آقا! ہمیں عطا کر اس دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت کی زندگی میں بھی بھلائی اور بچا ہم کو جہنم کی آگ سے۔

تسبیحِ فاطمہؓ

سُبْحَانَ اللّٰہِ	اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔	(۳۳ بار)
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ	ہر طرح کی تعریف اللہ کے لیے ہے۔	(۳۳ بار)
اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ سب سے بڑا ہے۔	(۳۴ بار)

دو پیارے بول

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور ہر طرح کی تعریف اس کے لیے ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اللہ پاک ہے اور بڑی شان والا ہے۔

پیارے رسولؐ نے ان دو بولوں کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔ فرمایا یہ دو بول اللہ کو بہت پسند ہیں۔ زبان پر بہت ہلکے ہیں، قیامت کے دن وزن میں بہت بھاری ہیں۔ جب بھی موقع ملے انھیں پڑھ لیا کرو۔ خاص طور پر رات میں جب آنکھ کھلے ضرور پڑھ لیا کرو۔

مشق

(الف) جواب دیجیے:

۱- جَزَاکَ اللّٰہُ کب کہتے ہیں؟

۲- کسی کو رخصت کرتے وقت کیا کہتے ہیں؟

۳- سُبْحَانَ اللّٰہِ کب کب کہتے ہیں؟

۴- کوئی کام طے کرتے وقت یا کسی سے وعدہ کرتے وقت کیا بولتے ہیں؟

۵- وہ دو بول لکھیے جو زبان پر ہلکے اور قیامت کے دن وزن میں بہت بھاری ہیں۔

۶- تسبیح فاطمہؓ لکھیے۔

(ب) مناسب جوڑے لگائیے:

(الف)	(ب)
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ	کسی کے اچھے کام کی تعریف کے وقت بولتے ہیں۔
مَعَاذَ اللّٰہِ	جب کسی کے مرنے کی خبر سنتے ہیں یا اور کوئی نقصان ہوجائے تو بولتے ہیں۔
مَاشَاءَ اللّٰہِ	کوئی شیطانی حرکت سرزد ہوجانے پر کہتے ہیں۔
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ	کوئی نعمت پاکر یا کوئی خوش خبری سن کر کہتے ہیں۔
اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط	کسی غلطی اور گناہ سے بچتے وقت بولتے ہیں۔

(ج) درج ذیل فقروں کے معنی لکھیے:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ..............................

عَلَیْہِ السَّلَامُ..............................

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ..............................

رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ..............................